ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام

لاہور (پاکستان)

نگرانِ اعلیٰ
مفتی محمود

بلدیاتی انتخابات کا معاملہ منتخب حکومت پر چھوڑ دیا جائے

پیپلز پارٹی کے بطن سے جنم لینے والے گروہ

یکم جون تا ۸ جون ۷۹ء — شمارہ ۲۲ — قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسہ

یہ تھکے تھکے مسافر یہ اداس اداس راہی

جہاں ظلم ہو مسلط جہاں جبر کی ہو شاہی
وہاں کوئی کیا سُنے گا میرا عذرِ بے گناہی

یہ اَنا پرست لیڈر، یہ گروہ ساز مُلّا
یہی وجہِ ابتری ہیں، یہی موجبِ تباہی

نہ ہے دل میں نورِ عرفاں، نہ جبیں پہ نورِ ایماں
یہی میرے رہنما ہیں، میرے بخت کی سیاہی

نہ سخن میں ہے حلاوت، نہ چلن میں ہے نجابت
وہ ہے احمق ان سے رکھے جو امیدِ خیر خواہی

کوئی صاحبِ بصیرت، بنے قافلے کا قائد
ہمیں خوار کر رہے ہیں، یہ مریضِ کم نگاہی

کہیں جستجوئے منزل سے نہ منہ ہی موڑ بیٹھیں
یہ تھکے تھکے مسافر، یہ اداس اداس راہی

نہ بلالؓ نغمہ خواں تھے، نہ صہیبؓ ساز راں تھے
مجھے کر سکا نہ قائل یہ طریقِ خانقاہی

مجھے دھن جہاد کی ہے، میں تلاش کر رہا ہوں
وہی غزنوی مجاہد، وہی بابری سپاہی

جو عمرؓ کا ہو مقلد، جو علیؓ کا معتقد ہو
وہ کوئی فقیر ڈھونڈو، وہ کرے گا پادشاہی

کوئی دو جہاں میں اس سے نہیں معتبر زیادہ
جو خدا کی دے گواہی، جو نبیؐ کی دے گواہی

رہِ راست پر جیوں میں، رہِ راست پر مروں میں
یہ امیںؔ کی دعا ہے، تو قبول کر الٰہی

سید امینؔ گیلانی

ہفت روزہ
ترجمانِ اسلام
لاہور

جلد نمبر ۲۲ شمارہ نمبر ۲۲

جمعۃ المبارک ۵ رجب تا ۱۲ رجب ۹۹ھ

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور

مدیر
اکرام القادری

مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدلِ اشتراک
سالانہ ۶۵ روپے
ششماہی ۳۳ روپے
سہ ماہی ۱۷/- روپے

فی پرچہ
ایک روپیہ پچاس پیسے

ایک مطبوعات
جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

حکومت اور سیاسی جماعتیں

پچھلے دو ماہ سے حکومت اور سیاسی جماعتوں کے مابین عجیب وغریب قسم کی آنکھ مچولی ہو رہی ہے حکومت کو اصرار ہے کہ عام انتخابات سے قبل بلدیاتی انتخابات کرائے جائیں گے۔ سیاسی جماعتیں کہتی ہیں کہ عام انتخابات کے بعد بلدیاتی انتخابات کرائے جائیں۔ حکومت اپنے دلائل دے رہی ہے سیاسی جماعتیں اپنے دلائل دے رہی ہیں۔

حکومت کا کہنا ہے کہ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کے باوجود عوام کے مسائل حل نہیں ہو سکتے اس لیے بہت ضروری ہے کہ بلدیاتی انتخابات کی داغ بیل ڈالی جائے سیاسی جماعتیں کہتی ہیں کہ حکومت بلدیاتی انتخابات کے ذریعہ نومبر میں ہونے والے انتخابات کو ملتوی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا پھر وہ بالغ رائے دہی کی بجائے کوئی اور سسٹم رائج کرنا چاہتی ہے۔

اس نوع کی غلط فہمیاں حکومت اور سیاسی جماعتوں کے مابین روز بروز واضح ہوتی جا رہی ہیں اور اب چند دن سے تو فریقین کے لب ولہجے میں تلخی بھی آتی جا رہی ہے جو ملکی سیاسیات سے دلچسپی رکھنے والوں سے پوشیدہ نہیں۔

جنرل صدر محمد ضیاء الحق نے اپنے حالیہ بیان میں کہا ہے کہ مجھے ملک کا انتظام سنبھالنے کی دعوت سیاستدانوں نے نہیں دی تھی۔ ہم نے عوام کے مسائل حل کرنے کے لیے خود اقتدار سنبھالا تھا۔ یہ درست ہے کہ فوج کو کسی سیاسی جماعت نے اقتدار میں آنیکی دعوت نہیں دی تھی نا ہی ابتک کسی جماعت نے اس قسم کا دعوی کیا ہے لیکن اس کیساتھ ہی اس فضیلت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ فوج یونہی بیٹھے بٹھائے اقتدار سنبھالنے کیلئے نہیں آگئی تھی بلکہ سیاستدانوں اور سیاسی جماعتوں نے سابقہ حکومتوں کی آمرانہ پالیسیوں اور انتخابات میں وسیع پیمانے پر ہونیوالی دھاندلیوں کیخلاف عدیم المثال تحریک چلائی تھی اور اس تحریک میں دیگر خوبیوں کے علاوہ ایک بہت بڑی خوبی یہ تھی کہ اس کی ابتداء سیاستدانوں نے خود اپنے آپکو گرفتاری کے لیے پیش کر کے کی تھی۔ تحریک جب اپنے عروج پر پہنچ گئی اور آمر وقت کے عوام کی قربانیوں کو فوج کے سہارے کے سوا ہر طرف سے دست وپا کر دیا اور بالآخر فوج نے بھی آخری وقت میں جسے بروقت ہی کہنا مناسب ہے یہ محسوس کر لیا کہ اب ملک میں خانہ جنگی کا خطرہ ہے تو فوج نے نوے دن کے اندر اندر انتخابات کرانے کے وعدے پر اقتدار سنبھال لیا جس پر پوری قوم نے خیر مقدم کیا۔ بعد میں جب حکومت پر کچھ حقائق و واقعات سابقہ حکومت کے منکشف ہوئے تو احتساب کی وجہ سے انتخابات کو عارضی طور پر ملتوی کیا گیا۔ اب جنرل صاحب نے از خود ۱۷ نومبر کو عام انتخابات کرانے کا حتمی اعلان کیا ہوا ہے۔

مگر درمیان میں بلدیاتی انتخابات کی افادیت اور اہمیت بیان کر کے عام انتخابات سے قبل بلدیاتی انتخابات پر زور دیا جا رہا ہے جو سمجھ میں آنیوالی منطق نہیں ہے حکومت کو چاہیے کہ وہ جب بار بار یہ اعلان کر چکی ہے کہ اس کے سیاسی عزائم نہیں ہیں اور صدر صاحب نے اپنے حالیہ بیان میں بھی یہی فرمایا ہے تو اس کے بعد بلدیاتی انتخابات پر اس شدت سے اصرار ناقابل فہم بنتا جا رہا ہے۔

بلدیاتی انتخابات کا معاملہ منتخب حکومت پر چھوڑ دیا جائے

افغان عوام پر غیر اسلامی نظریات نہیں ٹھونسے جا سکتے

پشاور: پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود نے مطالبہ کیا ہے کہ صدر اور وزیراعظم کے اختیارات کے تعین کے لیے آئین میں جلد از جلد ترمیم کی جائے۔ وہ آج اسلام آباد سے ڈیرہ اسماعیل خاں جاتے ہوئے پشاور کے ہوائی اڈہ پر اخباری نمائندوں سے باتیں کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ آئین میں ترمیم کے لیے تمام سیاستدانوں سے مشورہ لینا ضروری ہے انہوں نے کہا کہ صدر مملکت کو چاہیے کہ وہ اس سلسلے میں تمام سیاستدانوں کی ایک کانفرنس بلائیں انہوں نے کہا کہ صدر مملکت وزیراعظم صدر کے اختیارات کے بارے میں آئین میں ترمیم کے علاوہ کوئی اور ترمیم نہیں کر سکتے باقی ترامیم کی صرف پارلیمنٹ ہی مجاز ہے۔ انہوں نے کہا کہ صدر اور وزیراعظم کے اختیارات کے بارے میں آئین کی اس شق سے پاکستان دنیا بھر میں بدنام اور رسوا ہوا ہے اور اس سے یہ تاثر پیدا ہوا ہے کہ پاکستان میں صدر کی کوئی حیثیت نہیں۔ آئین کی ایسی شرمناک دفعہ جو ملک و قوم کی رسوائی کا باعث بنی ہے جلد از جلد ترمیم کی جانی چاہیے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ عام انتخابات ہونے والے ہیں تو پھر آئین میں جلد ترمیم کی کیا ضرورت ہے تو انہوں نے کہا کہ غلطی اگر محسوس ہو جائے تو اسے جلد دور کر لینا چاہیے جب ان سے پوچھا گیا کہ آئین میں وزیراعظم کے اختیارات زیادہ ہیں تو آپ ہی پر انہوں نے دستخط کئے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہم نے تو اس آئین کے تحت حلف اٹھایا ہے لیکن اختیارات کے سلسلے میں میں نے اختلافی نوٹ لکھا تھا۔ مفتی محمود نے کہا کہ ترمیم سے پہلے جہاں سیاستدانوں کو اعتماد میں لیا جائے۔ وہاں سرکاری نمائندوں کی موجودگی بھی ضروری ہے۔ انہوں نے پہلے بلدیاتی انتخابات کرانے کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ اگر حکومت نے عام انتخابات سے قبل بلدیاتی انتخابات کرائے تو اس بات کا قوی امکان ہے کہ قومی اتحاد بلدیاتی انتخابات کا بائیکاٹ کر دے انہوں نے کہا کہ یہ منطق ان کی سمجھ سے بالاتر ہے کہ جب ملک کی تمام سیاسی جماعتیں عام انتخابات منعقد کرانے کے حق میں نہیں ہیں تو پھر حکومت ایسا کرنے پر کیوں بضد ہے انہوں نے کہا کہ حکومت کے اصرار سے شک و شبہ پیدا ہوتا ہے اور محسوس ہوتا ہے کہ حکومت کا کوئی اور منصوبہ ہے اور پھر اس سے جو گڑبڑ ہوگی وہ ملک و قوم کے اقتصادی مفاد میں نہیں ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ بلدیاتی انتخابات بعد میں ہوں اور پھر حکومت کے لیے کہ بلدیاتی انتخابات پہلے ہوں گے۔ تو یہ قوم کے فیصلہ سے انحراف ہے انہوں نے کہا کہ میں حکومت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب عوام نہیں چاہتے تو پھر حکومت کیسے کہتی ہے کہ بلدیاتی انتخابات پہلے ضروری ہیں جب ان سے سوال کیا گیا کہ کیا اس بات کا بھی امکان ہے کہ عام انتخابات نہ ہوں تو انہوں نے کہا کہ عام انتخابات ہوں گے اور ضرور ہوں گے جب ان سے پوچھا گیا کہ اگر عام انتخابات نہ ہوئے تو قومی اتحاد تحریک چلائے گا تو انہوں نے کہا کہ وہ اگر مگر نہیں جانتے انتخابات ہوں گے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ یہ بات سننے میں آ رہی ہے کہ حکومت آئین میں فوج کا مؤثر کردار برقرار رکھنا چاہتی ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ بات ان کے نوٹس میں نہیں ہے افغان مہاجرین کے بارے میں مولانا مفتی محمود نے کہا کہ وہ ہمارے بھائی ہیں ان سے ہمارا خون کا رشتہ ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم انہیں سہولتیں مہیا نہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ قومی اتحاد کی جنرل کونسل کا اجلاس ایک ہفتہ کے اندر لاہور میں ہوگا۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ انتخابات قومی اتحاد کے پلیٹ فارم سے لڑا جائے گا یا اتحاد میں شامل جماعتیں علیحدہ طور پر انتخابات لڑیں گی تو انہوں نے کہا کہ قومی اتحاد کے پلیٹ فارم سے ہی انتخابات لڑا جائے گا کیونکہ قومی اتحاد ایک مضبوط اور مؤثر عوامی قوت ہے انہوں نے دعویٰ کیا کہ کسی کو شک ہے تو سر دست سرحد ہی میں دیکھ لے کہ لوگ کس کے ساتھ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قومی اتحاد سیاسی جماعت کا نام نہیں بلکہ یہ عوامی اتحاد کا نام ہے۔ عوام کی حمایت قومی اتحاد کے ساتھ ہے۔ ڈیرہ اسماعیل خاں سے نمائندہ جنگ کے مطابق مولانا مفتی محمود نے مسجد صالح محمد نے نماز جمعہ کے موقع پر ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عرب ممالک سے میں پاکستانی قوم کے لیے نیک جذبات و نواہشات لے کر آیا ہوں پاکستان میں اسلامی قوانین کے نفاذ سے پوری اسلامی مملکتوں میں پاکستانی قوم کو احترام اور عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے انہوں نے کہا پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے بعد سے تمام اسلامی ممالک اپنے ملکوں میں کمیونزم کو رد کر کے اسلام کی طرف لوٹ رہے ہیں حقیقت میں اسلامی ممالک نے اس وقت محسوس کیا ہے کہ اسلامی نظام ہی اتحاد امن اور استحکام کی ضمانت ہے انہوں نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ اسلامی ممالک میں ہمارے سفارتخانے خاموش ہیں وہاں پاکستان کے حالات کا صحیح آئینہ پیش نہیں کیا جاتا حتیٰ کہ غیر ممالک میں رہنے والے پاکستانی بھی اپنے ملک کے صحیح نقشہ سے بے خبر ہیں میری کوشش ہوگی کہ حکومت ذرائع ابلاغ کو بروئے کار لا کر انگریزی اور عربی میں رسالے وغیرہ وہاں بھیجے تاکہ ان قوموں کو پاکستان کے حالات کا جائزہ ہو سکے۔

رواں دواں

زاہد بلند شہری

پیپلز پارٹی کے بطن سے جنم لینے والے گروہ
اور
قومی اتحاد سے علیحدہ ہونے والی جماعتیں

،، ۱۹۷۷ کی تحریک چلانے والے عوام کے نزدیک اس تحریک کا اولین مقصد مملکت پاکستان میں اسلام کے لافانی اور زود اثر نظام کا عملاً نفاذ تھا۔

مسٹر بھٹو کے اقتدار سے علیحدگی کے بعد عوام کے نزدیک اس تحریک کی کامیابی کے آثار واضح ہوتے جا رہے تھے اور پھر ۱۲ ربیع الاول کو جنرل محمد ضیاء الحق کے اعلان سے یہ آثار نہ صرف پختہ ہوگئے بلکہ مستقبل میں ملک بھر میں تمام شعبہ ہائے زندگی میں اس نظام لاثانی کے نفاذ کی امید واثق پیدا ہوگئی۔ اس مقصد کے لیے جنرل صاحب نے عدالت ہائے شرعیہ کے قیام کا بھی اعلان کیا۔ جنہوں نے آہستہ آہستہ کام شروع کر دیا ہے مگر پھر بھی کام اس سرعت سے نہیں ہو رہا جس سے ہونا چاہیے تھا یا ضروری ہے۔

یہی وجہ ہے شکست خوردہ لادین اور اپنے آپ کو گوہر نایاب سمجھنے والے سیاستدان اور عناصر اپنی اپنی زبان اور درآمدی لہجہ میں مارشل لاء حکومت کی آڑ لے کر بالواسطہ نہ صرف اسلام بلکہ اس کے دعویداروں پر تنقید اور ناکامی کے پروپیگنڈے کر رہی ہے۔

یہ پروپیگنڈہ مشینری حکومت سے باہر اور حکومت کے اندر بڑے زور شور سے سرگرم عمل ہے جنرل ضیاء صاحب کی غیر منتخب حکومت نے فی الحال اس کا کوئی موثر توڑ نہیں کیا اور اس سستی یا چشم پوشی کی اولین وجہ ملک کی غیر یقینی سیاسی صورتحال اور ہمسایہ ملکوں میں بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ انکی خارجہ پالیسی میں حیرت انگیز تبدیلی ہے۔ ان وجوہات کی موجودگی میں تو شاید منتخب حکومت بھی اس پروپیگنڈے کا جواب نہ دیتی۔ ۷۷ء میں پیپلز پارٹی کے اندرونی انتشار کے باعث اس پارٹی سے کئی لگ بھگ پارٹیوں نے جنم لیا۔ جنم لینے والی پارٹیوں نے پیپلز پارٹی کے منشور میں معمولی ردّ و بدل کے بعد اسے اپنی پارٹی کے منشور کے طور پر اپنا لیا۔ پیپلز پارٹی کے منشور میں مسٹر بھٹو کا ذاتی نظریہ یعنی لادینیت جو کہ طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں اور سوشلزم ہماری معیشت ہے کی شکل میں تھا ان نوزائیدہ پارٹیوں نے بھی ان دونوں نعروں کو ان کی اصل روح کو برقرار رکھتے ہوئے الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ پارٹی ”سلوگن“ قرار دیا۔

پیپلز پارٹی سے جنم لینے والی ان پارٹیوں میں سرفہرست کوثر نیازی کی پروگریسو پیپلز پارٹی ہے جو بھٹو حکومت کے خاتمہ کے فوراً بعد معرض وجود میں آگئی تھی۔ کوثر نیازی نے نئی پارٹی بنانے کی ضرورت کیوں محسوس کی؟

اس کا مختصر ترین جواب یہ ہے کہ سی۔ ایم ایل۔ اے نے زمام اقتدار سنبھالنے کے فوراً بعد ہی سرکاری سطح پر نہ صرف بھٹو پارٹی بلکہ تمام سیاستدانوں کے سخت احتساب کئے جانے کا اعلان کر دیا تھا بھٹو حکومت کے چھ سالہ دور حکومت میں ظاہر ہے پی پی کے ہر عہدیدار نے بھٹو شاہی کی اس بہتی گنگا میں ہاتھ دھونے کا کوئی بھی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا۔ کوثر نیازی نے وزیر اطلاعات ونشریات کی حیثیت سے حجاج کرام کو تعداد سے زیادہ حج پر بھیجنے کے لیے رقم بطور رشوت وصول کی یا اپنی تصنیف کردہ کتاب کو زبردستی محکمہ اوقاف کے ہاتھوں فروخت کیا ان دونوں بڑے جرائم سمیت جملہ بدعنوانیاں احتساب کی صورت میں کوثر نیازی کو کیفر کردار تک پہنچا سکتی تھیں۔

کوثر نیازی نے حفظ ماتقدم کے طور پر ۵ جولائی ۷۷ء کے اوائل سے ہی بھٹو اور اس کے دیگر رفقاء کو چھوڑ کر خاموشی اختیار کر لی اور پھر بعد ازاں یکایک انہیں ”بلیک میل“ کرنے کے لیے ان کے ”پول کھولنے“ اور اندرون خانہ کی گئیں بدعنوانیوں کا راز افشا کرنے کی دھمکیاں شروع کر دیں۔ نئی پارٹی کی تشکیل اور اپنے ہی سابق ہمراہیوں کی کرتوتوں کا پردہ چاک کرنے کی دھمکیاں دینے کا اولین مقصد تو جنرل صاحب کی نظر میں پذیرائی حاصل کرنا یا یوں کہہ لیجئے کہ انہیں اس بات کا یقین دلانا تھا کہ وہ یعنی کوثر نیازی اور ان کے رفقاء جنرل صاحب کی حکومت کی ہر محاذ پر حمایت کرنا چاہتے ہیں اور درپردہ وہ اس کے عوض ”احتساب“ کے ”رولر“ کی زد سے بچنا چاہتے تھے۔ کوثر نیازی حکومت کے جاری کردہ ”قرطاس ابیض“ میں وزارت اطلاعات ونشریات حج اور اوقاف میں کی گئیں مبینہ دھاندلیوں اور بدعنوانیوں میں مکمل طور پر ملوث نظر آتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ حکومت واضح شواہد ملنے کے بعد کوثر نیازی کے خلاف احتساب کا عمل شروع کیوں نہیں کر رہی ہے؟

پیپلز پارٹی سے جنم لینے والی ایک اور نوزائیدہ جماعت تاج محمد لنگاہ کی عوامی جمہوری پارٹی اس جماعت میں بھی صرف ۵ افراد شامل ہیں جو کھر کی وزارت کے دور میں تاج محمد لنگاہ کی حمایت کرتے تھے۔ اس پارٹی کا بنیادی مقصد وہی ہے جو کہ پیپلز پارٹی کا تھا۔ فرق صرف اتنا ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو کسانوں اور مزدوروں کا واحد نمائندہ گردانتے ہیں اور چند افراد کے اس گروپ نے اپنی پوزیشن مستحکم بنانے اور اپنے

آپ کو مزدوروں اور کسانوں کی نمائندگی کا دعوےٰ کرنے والی چھوٹی چھوٹی جماعتوں اور محاذوں پر مسلط کرنے کے لیے ان سے اتحاد بھی کیا مگر چودھراہٹ کے مسئلے نے اس اتحاد کو زیادہ دیر قائم نہ رکھا۔ مگر پھر بھی یہ تمام چھوٹی چھوٹی جماعتیں۔ محاذ، فرنٹ اور عوامی جمہوری پارٹی کوشش کر رہی ہیں کہ زہرا بھٹو کی مخالفت کرکے اور درپردہ اس کے عزائم و مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے۔ سب سے بعد میں قائم ہونے والی جماعت پیپلز پارٹی کے دَور میں پنجاب کے وزیر اعلیٰ اور اس سے قبل ہفت روزہ نصرت کے ایڈیٹر مسٹر حنیف رامے نے قائم کی ہے۔ مساوات پارٹی قائم کرنے سے قبل انہوں نے مسلم لیگ پگارہ گروپ میں پناہ لی تھی مگر مسلم لیگ میں رہتے ہوئے انہوں نے اپنے لادینی نظریات کا پرچار بدستور جاری رکھا۔ مسلم لیگ کے اربابِ اقتدار نے اس کا سختی سے نوٹس لیا اس سے پہلے کہ مسلم لیگی قیادت حنیف رامے کو جماعت سے نکالتی حنیف رامے نے مسلم لیگی لیڈروں پر طعن و تشنیع کی بوچھاڑ کرتے ہوتے اسی سے علیحدگی اختیار کرلی۔

انہوں نے موجودہ مساوات پارٹی کا بڑا سلوگن "لوک راج" رکھا ہے جو (GOV ERMENT PEOPLES) عوامی حکومت کا دوسرا نام ہے۔ حنیف رامے نے مسلم لیگ میں رہتے ہوئے بھی اور اب اپنی جماعت قائم کرنے کے بعد بھی "مُلّا ازم" یا "ملائیت" کے خلاف دھواں دھار تقریریں اور بیانات داغے ہیں اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ رامے کی ذہنی سوچ مسٹر بھٹو یا معراج محمد خان سے ذرہ بھر بھی مختلف نہیں ہے۔ جس طرح مسٹر بھٹو اسلام اور علماء کرام کے خلاف زہر افشانی فرماتے تھے حنیف رامے اسی سُر اور تال میں کہہ رہے ہیں کہ پاکستان میں "ملائیت" قائم نہیں ہونے دی جائے گی نجانے ملائیت سے وہ کیا مراد لیتے ہیں اگر ملائیت سے مراد یہ ہے کہ علماء کرام سیاست و حکومت میں نہ آئیں تو یہ سراسر احکامِ الٰہی اور احادیثِ نبوی کے خلاف ہے اور اگر رامے صاحب ملائیت سے مراد اسلامی نظام حکومت لے رہے ہیں تو ان کے ملحد ہونے میں کسی قسم کا شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔ اسلامی نظام کے ہوتے ہوئے سوشلزم کمیونزم یا لوک راج ایسے نعرے لگانے سے تو یہی مراد لی جاسکتی ہے کہ یہ کھلم کھلا اسلام کے خلاف محاذ قائم کئے ہوئے بھی پیپلز پارٹی سمیت پیپلز پارٹی سے علیحدہ ہونے والی جماعتیں آئندہ انتخابات میں قریباً ایک ہی سیاسی نظریاتی پلیٹ فارم استعمال کریں گی۔ جیسا کہ اس سے قبل ۷۰ء میں مسٹر بھٹو کر چکے ہیں۔

مندرجہ بالا تجزیے میں جس بڑے خطرے کی نشاندہی کی گئی ہے وہ یہ کہ نہ صرف پیپلز پارٹی کی ہمنوا جماعتیں بلکہ تمام سیکولر اور ملحد نظریات کے حامل لوگ آئندہ متوقع انتخابات میں پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں پر قبضہ کی کوشش کریں گے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان عناصر کو پارلیمنٹ میں آنے سے کیسے روکا جائے؟ یہ سوال اپنی جگہ بڑی اہمیت اور توجہ کا حامل ہے۔ کیونکہ ان عناصر کا توڑ صرف اور تمام اسلام کے دعوی دار گروہوں جماعتوں اور محاذوں کے کلی اتحاد پر ہے۔

پاکستان کی تاریخ گواہ ہے کہ ۳۱ برس سے اسلام کے حقیقی نظام کے نفاذ کی جتنی بھی کوششیں ہوئیں ان میں جب اور جس مرحلے پر بھی رخنہ پڑا افسوس کہ صرف اور صرف اسلام پسند جماعتوں ہی کی وجہ سے پڑا۔

۷۷ء کی تحریک بھی خالصتاً اسلام کو عملی زندگی میں نافذ کروانے کی خاطر چلائی گئی تھی۔ گوکہ اس میں چار جماعتیں ایسی بھی تھیں جو مکمل طور پر مذہبی تو نہ تھیں البتہ اسلامی نظام کے نفاذ میں وہ مکمل یقین رکھتیں تھیں ان میں نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی، مسلم لیگ۔ پی۔ ڈی۔ پی۔ اور تحریک استقلال شامل تھیں۔

اسلامی نظام کی تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوئی تو تحریک استقلال اس اتحاد سے علیحدہ ہوگئی جو دراصل اسلامی نظام کے مکمل نفاذ کے لیے تشکیل دیا گیا تھا۔ علیحدہ ہوتے وقت انہوں نے کوئی ٹھوس دلیل نہیں دی۔ اس طرح سے انکشاف ہوا کہ اصغر خان اسلامی نظام نہیں چاہتے اور اپنی ذات کو اجاگر کرنے کے لیے اتحاد میں شامل ہوئے تھے اسی طرح نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی بھی اتحاد سے علیحدہ ہوگئی۔ انہوں نے بھی کوئی معقول وجہ نہیں بتائی وہ کہتے ہیں کہ قومی اتحاد حکومت میں کیوں شامل ہوا ہے جبکہ یہ حکومت غیر منتخب حکومت ہے۔ جبکہ قومی اتحاد حکومت میں شامل ہی اس مقصد کے لیے ہوا تھا کہ موجودہ حکومت اسلامی نظام نافذ کرے گی۔ اور یہ کام بھی تقریباً ہو ہی گیا ہے۔

قومی اتحاد سے جمعیۃ علماء پاکستان کی علیحدگی صاحب بصیرت مسلمان کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ کیونکہ یہ خالصتاً مذہبی جماعت کہلاتی ہے اور قومی اتحاد میں اسی لیے شامل ہوئی تھی کہ یہ اسلامی نظام کے لیے جدوجہد کرے گا اور جیسا کہ ظاہر ہے تحریک بھی چلی! مگر اس جماعت کے صدر شاہ احمد نورانی نے محض اس لیے علیحدگی اختیار کرلی کہ مولانا مفتی محمود قومی اتحاد کے دوبارہ صدر کیوں منتخب ہوئے ہیں۔ ہمارے خیال میں محض اس وجہ سے اتنی بڑی تحریک نظام مصطفیٰ اور اس کے مقاصد کو پامال کرنا سراسر نہ صرف زیادتی ہے بلکہ پاکستان کے آٹھ کروڑ عوام کو دھوکا دینا ہے کہ جمعیت علماء پاکستان نظام مصطفیٰ چاہتی ہے۔

اور اب صورتحال یہ ہے کہ اصغر خان، بزنجو گروپ نام نہاد ترقی پسند گروپ

پاکستان قومی اتحاد، مارشل لاء انتظامیہ اور تمام اسلام پسند چھوٹے چھوٹے یونٹوں کی سخت ترین مخالفت کے ساتھ ساتھ ان کے خلاف زہریلا پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ اور نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ بزعم خویش مسلمانوں اور اسلام کے یکتا لیڈر نورانی میاں بھی محض اپنی ذات کو اجاگر کرنے کے لیے ان میں شامل ہوگئے ہیں۔

اصغر خان کی تحریک استقلال، نورانی میاں کی جمعیۃ علماء پاکستان اور نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی کو موجودہ نازک منتشر اور پاکستان کے گردو پیش کے بدلتے ہوئے خطرناک حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے موجودہ قومی اتحاد میں دوبارہ شامل ہوکر اسے

باقی صفحہ ۱۲ پر

السید محمد کفایت اللہ صدر شیخ الہند سوسائٹی واربن کلاں

قرآن حکیم اور اس کی صحیح تعلیم وتربیت

قرآن حکیم اپنے پڑھنے اور ماننے والوں کو انسانی زندگی کے ہر مرحلہ پر تفکر و تدبر کی دعوت دیتا ہے اور ترغیب و تحریص کے ساتھ تنبیہہ بھی کرتا ہے ارشاد ہوتا ہے (قرآن حکیم) ترجمہ :۔ کیا ان کے قلوب کو تالے لگ گئے ہیں جو قرآن میں تدبر نہیں کرتے ۔ قرآن حکیم انسانی نفسیات کے پیش نظر اپنے ہر دعویٰ کی حمایت میں دلیل پیش کرتا ہے ۔ تاکہ انسان ذہنی شکوک و شبہات سے صاف ہو کر قرآن کے مقتضیات کو سمجھے اور قبول کرنے کے لیے تیار ہو جائے ۔

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ۔ کہ جس نے قرآن پاک کو اپنا امام بنالیا وہ دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ہوگا ۔ قرآن قدیم اپنے ماننے والوں اور اس پر عمل کرنے والوں کو دنیا و عقبیٰ کی فلاح و کامرانی کی بشارت وضمانت دیتا ہے ۔

(کن عمل صالحاً من ذکرٍ الخ) (ترجمہ) جو نیک کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی بخشیں گے ۔

خداوند قدوس نے قرآن کریم کے نزول کے ساتھ ہی اس کی حفاظت کی ذمہ داری کا اعلان فرمایا ۔ (انا نحن نزلنا الذکر وانا لہٗ لحفظون) ترجمہ :۔ بے شک ہم نے ہی اس صحیفۂ ہدایت کو اتارا ہے اور بے شک ہم ہی اس کے نگہبان ہیں ابتداء سے انسانیت کی رہنمائی کے لیے دنیا میں انبیاء کرام تشریف لاتے رہے اور صحف آسمانی کا نزول ہوتا رہا ۔ ان صحائف میں زبور ۔ تورات ۔ انجیل اور قرآن حکیم نمایاں حیثیت رکھتے ہیں ۔ لیکن تمام کتب سماوی میں بہ شرف اور امتیاز صرف قرآن مجید کو حاصل ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے نزول کے ساتھ اسکی حفاظت کی ذمہ داری کا بھی اعلان فرمادیا ۔ جس کا واضح ثبوت یہ ہے ۔ کہ آج چودہ سو سال گزر جانے کے باوجود قرآن حکیم اپنی پوری عظمت و تقدیس کے ساتھ نہ صرف صفحات قرطاس پر اپنی اصل حالت میں محفوظ ہے بلکہ بے شمار اہل ایمان کے قلوب میں معجزانہ اور حیرت انگیز طور پر محفوظ چلا آرہا ہے جس کا مخالفین بھی اعتراف کرنے پر مجبور رہے ہیں تحفظ قرآن کا یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا

چونکہ قرآن حکیم کتب سابقہ کا ناسخ اور تا قیامت ۔ تمام دنیائے انسانیت کے لیے ضابطۂ حیات اور سرچشمۂ ہدایت ہے ۔ اس لیے اس کا تحفظ بھی ضروری تھا دوسری کتابیں محدود زمانے اور مخصوص اقوام کی اصلاح کے لیے تھیں ۔ اس لیے منشاء قدرت میں ان کا تحفظ بھی ضروری نہ تھا ۔

حضرت آدمؑ کی تخلیق و بعثت سے دین اسلام کا آغاز ہوا تھا ۔ قرآن حکیم نے (الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً) ترجمہ ۔ آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کردیا ۔ اور اپنی نعمت تم پر پوری کردی ۔ اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کرلیا ۔ کی آخری وحی کے ساتھ تکمیل دین ختم نبوت اور اپنے آخری ضابطۂ حیات ہونے کا اعلان کردیا ۔ قرآن حکیم نہ صرف الفاظ کی شکل میں محفوظ ہے بلکہ فن تجدید ۔ حسن محسن اور قراءت کے اصول وضوابط بھی زمانۂ رسالت سے تواترا اور تسلسل کے ساتھ محفوظ چلے آرہے ہیں ۔ کسی کلام کی عظمت و جلالت کا اندازہ صاحبِ کلام کی بزرگی اور منشاء سے لگایا جاتا ہے ۔ جس طرح خالق کائنات کو تمام مخلوقات پر فضیلت اور بزرگی حاصل ہے

اللہ تعالیٰ اپنے کلام مقدس کی عظمت و جلالت بیان فرماتا ہے ۔ لو انزلنا ھذا القرآن الخ سورہ حشر

ترجمہ :۔ اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو اس کو دیکھتا کہ خدا کے خوف سے دب جاتا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جب وحی نزول ہوتی تو جسم اطہر پر پسینہ آجاتا دوران سفر وحی نازل ہوتی تو سواری زمین پر بیٹھ جاتی صحابہ کرام کے مجمع میں وحی آتی تو حضورؐ یکسو اور محو ہو جاتے اور چہرہ مبارک سے آثار وحی نمایاں ہوتے ۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ۔ خیرکم من تعلم القرآن وعلمہٗ (بخاری) تم میں بہترین انسان وہ ہے جو خود قرآن حکیم سیکھے اور دوسروں کو سکھلائے ۔ ایک اور موقعہ پر ارشاد فرمایا ۔ اھل القرآن اھل اللہ وخاصتہٗ (اہل قرآن (یعنی قرآن کی خدمت کرنے والے) پڑھنے پڑھانے والے اہل اللہ اور خاص رحمت خداوندی میں ہیں)

فضائل قرآن مجید بیان فرماتے ہوئے حضورؐ نے فرمایا کہ قرآن کریم کی برکت سے عذاب اٹھالیا جاتا ہے تلاوت قرآن پاک کے بعد جب دعا کی جاتی ہے تو فرشتے آمین کہتے ہیں ۔ اور قرآن پاک کی برکت سے دعا مقبول بارگاہ رب العزت ہو جاتی ہے ۔ قرآن کریم کی خدمت میں مشغول ہونے والوں کو دعا مانگنے سے زیادہ عطا ہوتا ہے ۔ جب تلاوت قرآن مجید کی جاتی ہے تو آسمان سے فرشتے سننے کے لیے نازل ہوتے ہیں ۔ قیامت کے دن

قرآن پاک اپنے پڑھنے اور پڑھانے والوں کی شفاعت کرے گا۔ ان کو جنت میں لے جائے گا۔ اور ان کو تاج پہنایا جائے گا۔ جہاں قرآن پاک پڑھا جاتا ہے۔ رحمت اور برکت خداوندی نازل ہوتی ہے۔ شیاطین بھاگ جاتے ہیں۔ مال واولاد میں برکت اور روزگار میں فراخی ہوتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن حکیم کی تعظیم کی اس نے خدا پاک کی تعظیم کی۔ اور جس نے قرآن پاک کی عظمت نہ کی اس نے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بزرگی اور اس کے حق کو فراموش کر دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور موقع پر یہ ارشاد فرمایا کہ تم میں سے اگر کوئی اپنے رب سے ہمکلام ہونا چاہے وہ قرآن پاک کی تلاوت کرے قرآن پاک کی تلاوت سے زیادہ کوئی شے اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ نہیں۔ اور تلاوت قرآن پاک کی تمام عبادتوں سے افضل ہے۔ افضل العبادۃ قراۃ القرآن۔ کلام کی اہمیت کے مطابق ہی اس کی تلاوت وصحت ضروری ہوتی ہے۔ قرآن حکیم سے زیادہ کوئی کلام اہمیت وادب کا مستحق نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام کی شان رفعت بیان کرنے کے بعد اس کی صحیح ادائیگی اور صحت لفظی کے لیے تاکیدی حکم۔ ورتل القرآن ترتیلاً ؛ ترجمہ:۔ قرآن کو خوب صاف صاف پڑھو کہ ایک ایک حرف الگ الگ ہو۔ فرما کر ہر مسلمان پر علم تجوید کا جاننا اور سیکھنا فرض قرار دیا۔ جو لوگ قرآن کی تلاوت کریں ان پر لازم ہے کہ تلاوت کا حق ادا کریں۔ تلاوت قرآن کے اصول وضوابط و قواعد تجوید وقراءت زمانہ رسالت سے سینہ بسینہ منتقل اور کتابوں میں منضبط ومدون چلے آرہے ہیں۔ اور یہ سلسلہ اسی طرح قیامت تک جاری رہے گا جس طرح قرآن حکیم کی حفاظت واشاعت ہوتی رہے گی۔ حفاظ صاحبان اور قراء حضرات اہل ایمان کے قلوب کو اپنی روح پرور اور ایمان افروز تلاوت سے منور مجلی کرتے رہیں گے۔ قرآن کریم نے اہل ایمان کی صفت بیان فرمائی ہے۔

واذا تلیت علیہم آیاتہ زادتہم ایمانا۔

ترجمہ: اور جب ان پر اس کی آیات تلاوت کی جاتی ہے تو ان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تجوید کا تجزیہ کرتے ہوئے فرمایا۔ الترتیل ھو تجوید الحروف و معرفۃ الوقوف: اسلام سے بیگانگی اور قرآن کریم سے قلبی لگاؤ نہ ہونے کی وجہ سے قرآن کی تعلیم اور تجوید کے حصول میں عوام تو کجا خواص نے بھی توجہ اور طلب ترک کر دی۔ ایک غیر ضروری اور رسمی کتاب تصور کر کے خلاف اصول قواعد وتجوید غلط پڑھنے پر اکتفا کر لیا گیا ہے۔ تجوید کے مطابق صحیح پڑھنے کی بجائے غلط خوانی کا عام رواج ہو گیا ہے۔ حالانکہ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو دنیا میں میرے کلام کو بگاڑے گا۔ میں قیامت کے روز اس کی صورت بگاڑ دوں گا۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ قرآن کریم غلط پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ لعنت بھیجتا ہے۔

علم دین سیکھنے اور سکھانے کی فضیلت

ارشاد فرمایا رسول اللہ نے دین کا طلب کرنا یعنی اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے (ابن ماجہ) یعنی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر مسلمان پر خواہ مرد ہو یا عورت شہری ہو یا دیہاتی۔ امیر ہو یا غریب دین کا علم حاصل کرنا فرض ہے اور علم کا یہ مطلب نہیں کہ عربی ہی پڑھے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دین کی باتیں سیکھے خواہ عربی کتابیں پڑھ کر خواہ اردو کی کتابیں پڑھ کر خواہ معتبر عالموں سے زبانی پوچھ کر۔

اور جو عورتیں خود نہ پڑھ سکیں اور نہ کسی عالم تک پہنچ سکیں وہ اپنے مردوں کے ذریعہ سے دین کی باتیں عالموں سے پوچھتی رہیں۔

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے ابو ذر اگر تم کہیں جا کر ایک آیت قرآن سیکھ لو تو یہ تمہارے لیے سو رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے اور اگر تم کہیں جا کر ایک مضمون علم دین کا سیکھ لو خواہ اس پر عمل ہو یا نہ ہو تو تمہارے لیے ہزار رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے (ابن ماجہ) اس حدیث میں علم دین حاصل کرنے کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ بعض لوگ جو کہا کرتے ہیں کہ جب عمل نہ ہو سکا تو پوچھنے اور سیکھنے سے کیا فائدہ؟ یہ غلط ہے۔ دیکھو اس حدیث میں صاف فرمایا ہے کہ خواہ عمل ہو یا نہ ہو دونوں حالتوں میں یہ فضیلت حاصل ہو گی۔ اس کی تین وجہ ہیں ۱۔ ایک تو یہ کہ جب دین کی بات معلوم ہو گئی۔ تو گمراہی سے تو بچ گیا یہ بڑی دولت ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جب دین کی بات معلوم ہو گئی انشاء اللہ تعالیٰ کبھی تو عمل کی توفیق ہو جائے گی۔ تیسری وجہ یہ کہ کسی اور کو بھی بتلا دے گا۔ یہ بھی ضرورت اور ثواب کی بات ہے۔

اب ہم تو پہلے اپنی اولاد کو دین کا سبق نہیں پڑھاتے جب بچہ چار یا پانچ سال کا ہوتا ہے تو اس کے ماں باپ اسی کو سرکاری سکول میں داخل کرا لیتے ہیں۔ اور جب وہاں سے فارغ ہو جاتا ہے تو اس کے بعد وہ دین کے احکام بھی نہیں جانتا۔ خاکسار نے آٹھویں جماعت کے ایک بچے سے سوال کیا کہ ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں پیدا ہوئے اس نے جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں۔ تو جس کو اپنے نبی کی پیدائش معلوم نہ ہو تو یہ علم اس کا سکھنا یقیناً والدین کے لیے قیامت کے دن وبال ہوگا۔ اللھما حفظنا اگر وہ کسی دینی درس گاہ میں علم دین حاصل کر لیتا تو اس کے والدین کے لیے سراپا رحمت ہوتا۔ دنیا بھی بقدر ضرورت حاصل کرنا ضروری ہے۔ نہ کہ اتنا جس سے نعوذ باللہ اللہ و رسول کے احکام و

محمد اسلم شیخوپوری مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ

محدث العصر حضرت بنوریؒ کے واقعاتِ زندگی

مدینہ منورہ سے واپسی پر پاکستان کے لیے روانہ ہونے سے پہلے جدہ میں ایک روز قیام کے دوران ایک عمرے کا اور موقعہ مل گیا۔ میں عمرے کے لیے آیا سعی کے بعد اتفاقاً نمازِ ظہر میں حرم میں مولانا سے ملاقات ہوگئی کہنے لگے کہ کھانا کھا کر جانا چنانچہ بعد نمازِ ظہر مجھے اپنے ساتھ قاری سلیمان صاحب کے گھر موٹر میں لے گئے۔ جب زینے پر چڑھنے کا وقت آیا تو میں پیچھے ہوگیا کہ مولانا آگے بڑھیں مگر مولانا نے مجھے آگے بڑھنے کے لیے کہا۔ میں نے جب کہا کہ مولانا آپ! تو فرمایا کہ تم اس وقت محرم (حالت احرام میں) ہو۔ تمہارا مرتبہ اس وقت مجھ سے بڑھا ہوا ہے۔ اس لیے تم آگے بڑھو حکم کی تعمیل میں میں آگے ہوگیا مگر آج تک مولانا کی یہ بات میرے ذہن میں محفوظ ہے کہ مولانا دینی شعائر کی کس قدر تعظیم کرتے تھے۔

(ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن ایم۔ اے/ایل ایل بی/پی ایچ ڈی
ایڈووکیٹ سپریم کورٹ)

● حضر کی طرح سفر میں بھی آپ کا دسترخوان وسیع ہوتا تھا۔ ایک دفعہ حج کے سفر میں منیٰ میں ٹھہرے تھے۔ مولانا مفتی محمود صاحب جو اُس وقت سرحد کے وزیر اعلیٰ تھے سعودی حکومت کے مہمان تھے حضرت مولانا نے مجھے مفتی محمود صاحب کے پاس بھیجا کہ خیریت معلوم کر آؤں میں حاضر ہوا تو مفتی صاحب نے فرمایا کہ میں خود مولانا سے ملنے جا رہا تھا۔ چنانچہ مولانا کے پاس تشریف لائے دسترخوان پر خشک اور تازہ مختلف قسم کے میوہ جات رکھے تھے۔ مفتی صاحب ہنس کر فرمانے لگے کہ مولانا بادشاہ تو آپ ہیں کہ دسترخوان پر بے شمار نعمتیں موجود ہیں۔ ہمارے پاس اگر کوئی ملنے کے لیے آتا ہے تو اسے چائے کی پیالی یا ٹھنڈی بوتل کے بغیر کچھ نہیں ملتا۔

(ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر)

● آپ حد درجہ سخی بھی تھے آپ کی سخاوت کے واقعات بکثرت ہیں آپ نے کتاب "معارف السنن" اکثر اہل علم حضرات کو مفت عنایت فرمائی اور اس کو دنیا کمانے کی بجائے ذخیرۂ آخرت بنایا۔ ایک دفعہ یہ عاجز مدرسہ کے دفتر کے کمرہ میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے فرمایا کہ آپ کو معارف السنن کی جلدیں مل چکی ہیں یا نہیں؟ اس عاجز نے عرض کیا کہ نہیں ملیں اس وقت تک چار جلدیں چھپ چکی تھیں آپ نے فرمایا کہ پہلی جلد تو ہمارے پاس بھی ختم ہوچکی ہے وہ آپ اور کہیں سے حاصل کر لیں باقی تین جلدیں ہم دے دیتے ہیں۔ چنانچہ اسی وقت اسٹاک سے منگوا کر عاجز کو عنایت فرما دیں اور فرمایا کہ ہمارا مقصد اس کی اشاعت سے پیسہ کمانا نہیں ہے بلکہ دین کی خدمت اور آخرت کا ذخیرہ مقصود ہے۔ اَوْ کما قَالَ۔ پہلی جلد اس عاجز کو مفتی ولی حسن صاحب مدظلہٗ نے عنایت فرمائی جو اس وقت اس مجلس میں موجود تھے۔ اور جب پانچویں اور چھٹی جلد طبع ہوئی تو وہ بھی حضرت مولانا مرحوم نے خود ہی عنایت فرما دی۔ اس طرح چھ جلدوں کا سیٹ اس عاجز کے پاس مکمل موجود ہے۔

(مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب)

شیخ سے محبت

محبوب شیخ کی عقیدت و محبت اب عشق و جنون اور دیوانگی و شوریدگی سے تبدیل ہوجاتی ہے اور بلا شرکت غیرے خدمت و مصاحبت کی لگن اس درجہ تک پہنچ جاتی ہے کہ حضرت شیخ بغرض آرام و تبدیلِ آب و ہوا کچھ دنوں کے لیے کشمیر جانے اور آرام کرنے کا فیصلہ فرماتے ہیں یہ عاشق زار حضرت مولانا عزیز گل صاحب مدظلہٗ (جو اس زمانہ میں دیوبند میں مقیم تھے) کی خدمت میں دیوانہ وار حاضر ہوکر عرض کرتا ہے آپ کسی بھی طرح حضرت شیخ سے اجازت حاصل کر لیجئے کہ مجھے بطور خادم اس سفر میں اپنے ساتھ رکھیں مولانا عزیز گل صاحب آپ کی طلب صادق کو دیکھ کر حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے مخصوص انداز میں عرض مدعا کیا اور اجازت حاصل کر لی۔ چنانچہ اوائل یا وسط رمضان میں محبوب و مخدوم شیخ کے ہمراہ کشمیر پہنچ گئے اور تقریباً چار ماہ وادی کشمیر کے مرغزار اور سبزہ زار خطہ میں قیام رہا۔ بہترین صحت افزا مقام، پاکیزہ خوراک اور خوشگوار موسم اور چڑھتی جوانی، انیس۱۹، بیس۲۰ سال کی عمر مگر دیوانگی کا یہ عالم کہ پورے زمانہ قیام میں صرف گیارہ بجے سے دو بجے تک چوبیس گھنٹے میں صرف تین گھنٹے زمین پر سوتے اور بغیر کسی کے اٹھائے اور بغیر الارم کے جہاں بستر پر شیخ کے بیدار ہونے کی حرکت محسوس کرتے فوراً آنکھ کھل جاتی۔ شیخ پان کھا کر استنجے کے لیے تشریف لے جاتے اور واپس آنے تک یہ شوریدہ سر دیوانہ خادم آگ جلا کر محبوب شیخ کے لیے پانی گرم کر دیتا۔ ایک دن شیخ کے بیدار ہونے سے کچھ پہلے اٹھ کر پانی گرم کرنے لگے کہ شیخ بیدار ہوگئے دیکھ کر فرمایا "یوسف شاہ" آپ

بھی عجیب ہیں۔"

ابتلاء

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ کراچی سے حیدرآباد جانے والی گاڑی لیٹ ہوگئی اور حیدرآباد کافی تاخیر سے پہنچی جس کی وجہ سے حیدرآباد ٹنڈو اللہ یار جانے والی گاڑی نکل گئی۔ اب دوسری گاڑی کے لیے رات کے ایک بجے تک انتظار کرنا پڑا۔ سردی کا موسم تھا بارش ہورہی تھی۔ ٹنڈو اللہ یار دو بجے کے بعد پہنچتے ہیں اسٹیشن پر کوئی سواری بھی موجود نہیں ہے اور بارش کی وجہ سے بجلی بھی فیل ہوچکی ہے سخت اندھیرا پھیلا ہوا ہے۔ اور کم از کم ایک من وزن ساتھ ہے اور گھر اسٹیشن سے کئی فرلانگ دور ہے اور سامان اٹھانے کے لیے قلی بھی نہیں ہے۔ اسی حالت میں حضرت سامان سر پر اٹھا کر بارش، سردی اور اندھیرے میں گھر روانہ ہوجاتے ہیں حضرت فرمایا کرتے تھے کہ اس رات کے سناٹے نے ہمت توڑ دی اور اللہ جل شانہ سے فریاد کی کہ اے اللہ اب میرے اندر مزید سختیاں برداشت کرنے کی ہمت نہیں رہی اب تو اپنی قدرت کاملہ سے کراچی میں مکان کا انتظام فرمادے۔ فرمایا کہ اس کے بعد جب کراچی واپسی ہوئی تو دیکھا کہ انجمن جامع مسجد کے منتظمین کو اب خود ہی حضرتؒ کی تکالیف کا شدت کے ساتھ احساس ہورہا ہے کہ مولانا کے لیے فوراً مکان بننا چاہیے یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے غیبی نصرت تھی چنانچہ فرمایا کہ اس رات کے بعد صرف ایک مرتبہ ٹنڈو اللہ یار جانا ہوا اور وہ بھی گھر والوں کو اطلاع دینے کے لیے کہ کراچی چلنے کی تیاری کریں۔ دوسری مرتبہ تو ان کو لینے ہی کے لیے جانا ہوا۔

(مفتی احمد الرحمٰن)

● اس ابتدائی دور میں اہل وعیال کا بغیر کسی سہارے کے تنہا ٹنڈو اللہ یار میں رہنا بھی حضرت کے لیے کچھ کم تکلیف دہ نہ تھا۔ ابتلاء پر ابتلاء یہ پیش آیا کہ وہاں کے نکمے خصلت، کینہ پرور اور کم ظرف افراد نے حضرت کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اہل خانہ کو طرح طرح سے پریشان کیا۔ حتیٰ کہ گھر تک سبزی، ترکاری وغیرہ پہنچانا بھی مشکل بنادیا۔ اسی عالم میں حضرت کی صاحبزادی مرحومہ فاطمہ بہن کی آنکھوں میں کوئی شدید تکلیف پیدا ہوئی۔ ادھر حضرت کراچی میں مدرسہ کے کاموں میں مصروف اور مشکلات میں سرگرداں ادھر مرحومہ اپنی والدہ محترمہ کے پاس ٹنڈو اللہ یار میں محبوس۔ نہ کوئی تیمار دار نہ کوئی دوا نہ علاج کرنے والا موجود۔ ایسی حالت میں ہسپتال لے جاکر مرض کی تشخیص کرانے کی طرف توجہ کون کرسکتا تھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ آنکھوں کی بینائی بالکل جاتی رہی۔ جب اہل خانہ کراچی منتقل ہوئے اور ماہرین چشم سے معائنہ کرایا گیا تو معلوم ہوا بینائی بالکل جاتی رہی ہے۔ اور علاج کے مرحلہ سے گزرچکی ہے اب ٹھیک ہونے کا بظاہر کوئی امکان نہیں۔

(مفتی احمد الرحمٰن)

● مولانا کی زندگی کا یہ دور بڑی آزمائش اور ابتلاء کا تھا۔ پشاور میں گھر کے تمام اخراجات جاری تھے مگر آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ اور جب والد صاحب کو خط لکھتے تو جواب آتا کہ بس عنقریب ہی آنے والا ہوں اور تمام مشکلات حل ہوجائیں گے۔ آپ کے چچا کی لڑکی جس کے ساتھ آپ کی نسبت ہوچکی تھی اس کی اراضی بھی سید ذکریا نے فروخت کردی تھی۔ جب مولانا کے والد ماجد کی کابل سے واپسی میں غیر معین تاخیر ہوگئی تو مولانا عبدالحق نافع کے مشورے سے طے پایا کہ مولانا کا نکاح اب بہر صورت ہوجانا چاہیے وہ عجیب وغریب رات مجھے نہیں بھولتی جب مولانا کی بیٹھک میں مولانا کا نکاح پڑھایا۔ مولانا خود دولہا تھے اور خود ہی دوسری طرف سے دکیل تھے خود ہی نکاح خواں تھے میں اور مولانا عبدالحق نافع گواہ تھے۔ شادی کے لیے اور اہتمام تو کیا ہوتا۔ کوئی جوڑا بھی نہیں بنایا گیا۔ نہ دولہا کے لیے نہ دلہن کے لیے۔ بس بدن کے پہنے ہوئے کپڑے ہی جامۂ عروسی تھا۔ گھر میں دو سیر چاول تھے وہ پکائے کھائے گئے۔ یہ مولانا کا ولیمہ تھا۔ گھر میں ایک چارپائی سالم تھی اور ایک ٹوٹی ہوئی سوائے ہم دونوں کے کسی کو شادی کا پتہ بھی نہ چلا۔ یہ تھا مولانا یوسف بنوریؒ کی شادی کا نقشہ جن کی رحلت پر پورے عالم اسلام نے ماتم کیا۔

(مولانا لطف اللہ پشاوری)

عبادت و ریاضت

رمضان المبارک میں تو مولانا سراپا عبادت بن جاتے تھے خوب ذوق وشوق سے روزے رکھتے اور رات کا بڑا حصہ نماز اور تلاوت میں گزارتے گھٹنوں کے درد کے باوجود تراویح میں پانچ پانچ سپارے سنتے اور جب حرمین شریفین میں ہوتے تو اس نشاط سے عبادت کرتے کہ دیکھنے والوں کو رشک آتا بمشکل دو تین گھنٹے آرام کرتے باقی سارا وقت مختلف عبادات میں گزرتا۔ مجھے وہ وقت کبھی نہیں بھول سکتا کہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مسجد نبوی ﷺ میں معتکف تھے۔ گھٹنوں میں درد کی تکلیف کا سب کو علم تھا۔ اتفاق سے اس مرض کے ایک ماہر اسپیشلسٹ ڈاکٹر جو غالباً فیصل آباد کے تھے مدینہ منورہ پہنچ گئے کسی نے ان سے مولانا کی بیماری کا ذکر کیا تو وہ مولانا کے پاس معتکف میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت میں اس کا علاج گھٹنے میں ایک خاص انجکشن لگا کر کرتا ہوں اور فائدہ ہوتا ہے چاہتا ہوں کہ آپ کو بھی لگا دوں۔ فرمایا بہت اچھا۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے بڑی محنت سے انجکشن لگایا اور عرض کیا کہ ضروری ہے کہ ایک دو دن آپ نماز بیٹھ کر ادا کریں کھڑے ہوکر پڑھنے سے فائدہ زائل ہوجائے گا۔ آپ اس پر خاموش رہے لیکن جب عشاء کی جماعت کھڑی ہوئی تو آپ بھی کھڑے ہوگئے اور نہ صرف یہ کہ فرض نماز بلکہ اس کے بعد تراویح بھی جن میں کئی پارے پڑھے گئے۔ پھر تہجد جس میں تین پارے ہوئے سب میں اول سے آخر تک کھڑے رہے۔ فرض ونفل سب نمازیں کھڑے ہوکر ادا فرمائیں۔ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت! باوجود ڈاکٹر کے منع کرنے کے آپ نے رات بھر سب نمازیں کھڑے ہوکر ادا فرمائیں ایسا کیوں ہوا؟

تو جواب میں فرمایا۔ بات یہ ہے کہ ڈاکٹر کے انجکشن سے مجھے درد میں سکون محسوس ہوا۔ لہٰذا دل میں آیا کہ کیوں نہ اس سکون سے روحانی فائدہ اٹھایا جائے۔ عشرۂ اخیر کی یہ مبارک راتیں اور پھر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہمیشہ ہمیشہ یہ تھوڑی ہی مل سکتی ہیں۔ میں جسمانی راحت کی خاطر

کیسے ان روحانی فیوض و برکات سے محروم ہو جاؤں۔ اللہ مالک ہے اگر صحت نصیب ہوئی تو مل جائے گی۔ مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ باوجود گھٹنوں کے درد کے مسلسل کئی کئی طواف کرتے۔ اسی طرح عموماً صف اوّل میں کھڑے ہوتے اور جب احباب کے ساتھ حرم شریف میں بیٹھتے تو میزاب رحمت کے سامنے ایک جگہ مقرر تھی ہمیشہ وہیں بیٹھتے اور ذکر و فکر اور وعظ و نصیحت فرماتے۔

(مولانا محمد طاسین مجلس علمی کراچی)

متفرقات

مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا قدس سرہٗ ہمارے ہاں مجلس علمی میں تشریف لائے اس وقت لائبریری میں جو لوگ مطالعہ کر رہے تھے ان میں ایک صاحب ڈاکٹر الطاف جاوید بھی تھے جو غیر معمولی علم و ذہانت کے ساتھ اس وقت اشتراکی ذہن رکھتے تھے بعد میں نہایت متشرع صوفی بن گئے حضرت مولانا تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد اندر گھر تشریف لے گئے۔ ڈاکٹر موصوف نے مجھ سے پوچھا کہ یہ حضرت کون تھے؟ میں نے بتلایا تو کہنے لگے کہ جب دروازہ سے داخل ہو رہے تھے مجھے ایسا محسوس ہوا کہ ان کے ساتھ نورانی صورتوں کی ایک جماعت ہے لہٰذا میرا دل انہیں دیکھ کر بہت متاثر بلکہ مرعوب ہوا۔

(مولانا محمد طاسین مجلس علمی کراچی)

● ایک دفعہ ایک صاحب دفتر میں آپ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ انہوں نے سامنے رکھے ہوئے سفید کاغذات میں سے اٹھا کر کچھ لکھنا شروع کر دیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ کاغذ مدرسہ کے ہیں ان کو کسی دوسرے کام میں استعمال کرنا صحیح نہیں۔

(ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر)

عفو و درگزر

● میں نے اس ملاقات میں مولانا سے تعاون کی پھر درخواست کی مولانا نے فرمایا کہ تم کام کرو۔ جو کچھ مدد ہم سے ہو سکے گی ضرور کریں گے۔ اس وقت تک شاید مولانا کو یہ علم نہ تھا کہ میں یہ کام حکومت کے قائم کردہ ادارہ "تحقیقات اسلامی" کے زیر اہتمام کر رہا ہوں کیونکہ جونہی ان کو ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی" سے میرے تعلق کا علم ہوا۔ میں نے محسوس کیا کہ ان کے رویے میں تبدیلی آگئی۔ کیونکہ وہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن سے (انصاری مرحوم نہیں) جو اس وقت ادارہ کے ڈائریکٹر تھے بہت سخت ناراض تھے۔ اور اسی نسبت سے ادارے سے بھی کہ یہ ادارۂ تحقیقات نہیں بلکہ "تحریفات" ہے۔ اور ڈاکٹر فضل الرحمٰن یہودی سازش کے تحت اسلام کے مسلّمات کو مشکوک بنانے اور اسلام کی بنیاد قرآن و سنت کو ڈھانے کا کام کرنے کے لیے پاکستان بھیجے گئے ہیں۔ مولانا نے اپنے رسالہ "بیّنات" میں ایک مضمون ادارۂ تحقیقات اسلامی اور اس کے مختلف منصوبوں کے بارے میں شائع کیا۔ اس مضمون میں تدوین فقہ اسلامی کے منصوبے کا بھی ذکر تھا۔ اس کا جواب ادارے کی طرف سے اس کے رسالے "فکر و نظر" میں شائع ہوا۔ اور اس طرح ادارہ تحقیقات اسلامی اور مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے درمیان مخالفت شدید ہوتی چلی گئی جس کا فوری اثر یہ ہوا کہ ان کی طرف میرے بڑھتے ہوئے قدم رک گئے اور تعلقات جو ابھی ابتدائی مرحلے میں تھے ٹوٹ گئے۔ انہیں میری طرف سے ڈاکٹر فضل الرحمٰن سے تعلق کی بناء پر بدگمانیاں پیدا ہو گئی تھیں اور مجھے ان سے یہ شکایت تھی کہ محض ادارے سے میرے تعلق کی بناء پر مولانا نے تعاون سے ہاتھ کھینچ لیا۔ مگر ان کی شخصیت کا رعب و جلال اور علمی ہیبت مجھ پر ایسی طاری تھی کہ یہ جراءت نہ ہوئی کہ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر اس مسئلے پر ان سے کھل کر گفتگو کروں۔ ۱½ سال گزر گیا ۱۹۶۵ء کے اواخر میں مجموعہ قوانین اسلام کی جلد اول شائع ہو گئی ادارہ کی جانب سے مولانا کی خدمت میں بھی ارسال کی گئی۔ میں نے ایک دن کسی ضرورت سے مدرسے میں مولانا ادریس صاحب کو فون کیا۔ ریسیور مولانا بنوری رحمۃ نے اٹھایا اور کہا کہ مولانا ادریس صاحب بنوری پریس گئے ہیں پھر میرا نام پوچھ کر خیریت وغیرہ معلوم کی میں نے ان کے لہجے میں بے ساختگی اور محبت کی گرمی پائی اور پرانی یاد تازہ ہو گئی دوسرے دن میں مدرسے میں مولانا ادریس صاحب کے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا شاید کسی کتاب کے لینے یا واپس کرنے کے سلسلے میں۔ میری پشت دروازے کی طرف تھی کہ اچانک مولانا ادریس صاحب نے مجھ سے کہا کہ مولانا بنوری تمہیں دیکھ کر برآمدے میں رک گئے ہیں۔ مولانا حدیث پڑھا کر آ رہے تھے۔ میں فوراً اٹھا اور جلدی سے ننگے پیر برآمدے میں آ گیا اور مولانا کو سلام کیا۔ مولانا نے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھائے۔ خیریت وغیرہ معلوم کی اور فرمایا آپ کی کتاب پڑھ لی ہے۔ اس پر تبصرہ بھی بیّنات کے اسی شمارے میں آ رہا ہے۔ مولانا کے چہرے پر وہی پرانی مسکراہٹ اور لہجے میں دلآویزی تھی۔ میں نے مولانا سے مصافحہ کرنے کے بعد محسوس کیا کہ میرے دل میں مولانا کی طرف سے جو کدورت تھی وہ چھٹ گئی ہے۔ میں مولانا ادریس صاحب کے پاس واپس کمرے میں آیا تو وہ کہنے لگے کہ تمہاری جلد اول مولانا نے پڑھی ہے۔ اور ان کے خیالات تمہاری طرف سے تبدیل ہو گئے ہیں۔ میں نے بھی مولانا کے مصافحے کے زیر اثر اپنے بدلے ہوئے احساسات کا ان سے تذکرہ کیا۔ کچھ دن بعد دل کا تقاضا ہوا اور میں نے مولانا کو گھر پہ فون کیا اور علیحدگی میں نصف گھنٹہ مانگا۔ جواب ملا صبح آٹھ بجے آ جائیے۔ میں گیا اور بیٹھتے ہی میں نے کہا کہ مولانا! میں آپ سے معافی مانگنے آیا ہوں آپکی مجھ سے مخاصمت "للدّین" (دین کے لیے) تھی۔ اور میری مخاصمت "للنفس" (اپنی ذات کے لیے) تھی۔ میں نے کچھ اور بھی عرض کیا مگر مولانا کچھ نہ بولے۔ جب میں کہہ چکا تو اٹھے۔ سینہ سے لگایا دعائیں دیں۔ مولانا آبدیدہ تھے اور میرے بھی آنسو نکل آئے۔ یہ تھی مولانا کی شانِ عفو و درگزر

(ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن/ ایم اے/ ایل ایل بی/ پی ایچ ڈی۔ ایڈووکیٹ سپریم کورٹ)

اصلاح و تربیت

مولانا مرحوم مدرسے کا ذکر بڑی دل دادگی اور شیفتگی کے انداز میں کرتے تھے انہوں نے اس مدرسے کی خاطر۔ بالخصوص اس کے قیام کے ابتدائی ایام میں بڑی تکلیفیں برداشت کیں اور اس کے لیے

ہمیشہ قربانیاں دیتے رہے انہیں اپنے قائم کردہ مدرسے سے صحیح معنوں میں عشق تھا وہ اس کو دارالعلوم دیوبند کی طرح ایک عظیم دینی درس گاہ دیکھنا چاہتے تھے۔ مولانا میں زبردست تنظیمی صلاحیتیں تھیں جو شاید و باید ہی علماء میں پائی جاتی ہوں۔ حکیم محمد سعید نے اس مدرسے کی صفائی اور نظم و ضبط دیکھ کر ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ مولانا کا مدرسہ کیمبرج اور آکسفورڈ کا مقابلہ کرتا ہے۔ (واضح رہے کہ حکیم سعید صاحب نے یورپ و امریکہ کی اگر سینکڑوں نہیں تو درجنوں یونیورسٹیاں اور تعلیمی ادارے دیکھے ہیں اس لیے ان کا قول سند کا درجہ رکھتا ہے)

(ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن / ایم اے / ایل ایل بی /
پی ایچ ڈی / ایڈووکیٹ سپریم کورٹ)

● مسجد نبوی میں اعتکاف کے دوران افطار و سحری میں قسم قسم کے کھانے آتے تھے اوّل اوّل میں نے کھانے میں کچھ تکلف کیا۔ مولانا نے اس کو محسوس کر لیا۔ مجھ سے علیحدگی میں فرمایا۔ تنزیل الرحمٰن! اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہوتے اور ہم یہاں آتے تو ہم آنحضرت ؐ کے مہمان ہوتے۔ آج آنحضرت ؐ ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں تو یہ خادمانِ رسول ؐ جو مدینۃ النبی ؐ کے ساکن ہیں ہماری میزبانی کرتے ہیں ہم رسول اللہ ؐ کے مہمان ہیں اور یہ سب خادمانِ رسول ؐ ہیں۔ تم کھانے میں تکلف نہ کیا کرو۔ رغبت سے کھایا کرو مولانا کا سمجھانے کا وہ پیار و محبت بھرا انداز جب بھی یاد آتا ہے آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔

(ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن / ایم اے / ایل ایل بی /
پی ایچ ڈی / ایڈووکیٹ سپریم کورٹ)

مخلوقِ خدا کا خیال

یہ بھی حسن اتفاق تھا کہ مکہ معظمہ میں معتقدین نے آپ کے قیام کا جہاں بندوبست کیا تھا وہ اسی معلّم کی عمارت کی پہلی منزل ہی میں تھا جو میرا معلّم تھا۔ حالانکہ مولانا کا معلّم دوسرا تھا۔ صبح کے بعد منیٰ سے واپسی پر میری طبیعت خراب ہو گئی۔ اسہال اور سخت بخار نے آ جکڑا۔ کئی نمازیں حرم میں نہ پڑھ سکا اور ایک نماز قضا بھی ہو گئی۔ بیماری کی پہلی صبح کو ابھی میں پوری طرح بیدار بھی نہ ہوا تھا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ مولانا کھڑے ہوئے ہیں اور مجھے اٹھنے اور چائے پینے کو کہہ رہے ہیں۔ ہاتھ میں چائے کی ٹرے ہے جس میں چائے اور بسکٹ اور سیب رکھے ہیں۔ دل میں حیرانی اور ایک قسم کی ندامت بھی تھی کہ مولانا کو میری وجہ سے تکلیف ہوئی شاید مولانا کو میری علی الصبح چائے پینے کی عادت کا علم تھا۔ سخت بیماری کے سبب ہوٹل وغیرہ نہ جا سکا۔ مولانا اپنے کمرے سے چائے بنوا کر خود لے کر نیچے آئے ساتھ ہی بسکٹ بھی تھے اور دوا کی چند گولیاں بھی۔ مجھے کمزوری بے حد تھی۔ میں نے اٹھ کر چائے پی۔ جب تک چائے پیتا رہا مولانا میرے پاس بیٹھے رہے اور چند احادیث سنائیں۔ اور تسلی دی کہ فکر نہ کرو جلد صحتیاب ہو جاؤ گے۔ اور وہ گولیاں دیں جو وہ ساتھ لائے تھے اور واقعی یہ ان احادیث کی برکت تھی یا مولانا کی دعا کی کہ میں رات بھر سخت بخار میں پھنکنے کے باوجود دوسرے دن دوپہر حرم میں نماز پڑھنے چلا گیا۔ مولانا کے ساتھ ان کی نابینا صاحبزادی اور ایک خادمہ بھی تھی۔ وہ چائے خادمہ کے ہاتھ بھی بھیج سکتے تھے مگر خود لے کر آئے مولانا کی اس محبت و مہربانی کا نقش آج تک میرے ذہن میں محفوظ ہے۔

(ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن ایم اے / ایل ایل بی
پی ایچ ڈی ایڈووکیٹ سپریم کورٹ)

● مکہ معظمہ میں مولانا بنوری ؒ کے صاحبزادے مولوی محمد بنوری سلمہ بھی پہلے سے مقیم تھے مگر مولانا نے مجھے اپنے کمرے میں جگہ دی اور محمد میاں دوسرے کمرے میں مولانا محمد اسماعیل بھام وغیرہ کے ساتھ رہے غرض شب و روز مولانا کی معیت سے جو روحانی فیض بخشے وہ ناقابل بیان ہیں۔ صرف ایک واقعہ عرض کروں۔ اکثر یہ ہوتا کہ جب رات میں میری آنکھ کھلتی تو مولانا تہجّد میں مشغول ہوتے ایک دن جب میری آنکھ کھلی تو مولانا بیت الخلاء میں تھے میں اٹھا اور میں نے مولانا کا بستر درست کر دیا دوسرے دن میں کیا دیکھتا ہوں کہ مولانا نے میرا بستر درست کیا ہوا ہے۔ اللہ اکبر! مولانا کی انکساری! آج بھی جب مولانا کی یہ ادا یاد آجاتی ہے تو دل کا کیا حال ہوتا ہے بیان نہیں کر سکتا۔

خوبی ہمیں کرشمہ و ناز خرام نیست
بسیار شیوہ باست بتاں را کہ نام نیست

(ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن ایم اے / ایل ایل بی / پی ایچ ڈی
ایڈووکیٹ سپریم کورٹ)

● ایک مرتبہ مولانا کو مجھ سے کوئی قانونی مشورہ کرنا تھا۔ فون کیا کہ آج ایک ضروری کام ہے۔ مغرب کے بعد آجاؤ میں نے عرض کیا کہ مجھے بعد نماز مغرب قریب ہی ایک جنازے میں شرکت کرنی ہے۔ فرمایا اچھا نماز یہیں پڑھ لینا گفتگو مختصر کریں گے۔ میں نے نماز مولانا کے ساتھ پڑھی۔ میں نماز سے فارغ ہو گیا تو مجھ سے مولانا نے فرمایا آپ مہمان خانے میں بیٹھئے میں وہیں آتا ہوں تھوڑی دیر بعد مولانا تشریف لے آئے اور فرمایا۔ کہ آج میں نے اپنے معمولات مختصر کر دیئے۔ کیونکہ آپ کو جلدی جانا ہے۔ میں سمجھ گیا کہ مولانا نے آج اوابین کی نفلیں نہیں پڑھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مولانا دوسروں کی تکلیف کا بہت احساس کرتے تھے۔ انہوں نے اس خیال سے کہ مجھے دیر نہ ہو جائے۔ اپنے روز کے معمولات چھوڑ دیئے۔ حالانکہ لوگ اپنے معمولات کے سامنے دوسروں کی تکلیف کا کم ہی خیال رکھتے ہیں مثلاً کہیں دعوت ہے میزبان اور کچھ دوسرے لوگ آپ کے منتظر ہیں مگر آپ اپنے معمولات نہیں چھوڑتے۔

(ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن ایم اے / ایل ایل بی -
پی ایچ ڈی ایڈووکیٹ سپریم کورٹ)

بقیہ : رواں دواں

مضبوط بنانا چاہیے تاکہ ملحد اور لادین عناصر کی اسلام کے خلاف درپردہ سازشوں کا بہتر طور سے مقابلہ کیا جا سکے۔ ان تینوں جماعتوں کا قومی اتحاد میں شامل ہونا اس لیے بھی ضروری ہے کہ یہ جماعتیں ،، ۷۷ میں محض اسلامی نظام کے نفاذ اور مسٹر بھٹو کے اقتدار کے خاتمہ کے لیے اکٹھی ہوئی گو کہ ان دو مقاصد میں سے مؤخر الذکر مکمل طور پر پورا ہو چکا ہے مگر اوّل الذکر ہنوز ادھورہ ہے ان تینوں کے پی۔ این۔ اے سے علیحدہ ہونے سے ملحد طاقتوں کو بہت تقویت پہنچی اور ان کی اتحاد سے علیحدگی

ہی کی وجہ سے بعض نئے ملحد نظریات کے پرچارک گروپ معرض وجود میں آگئے ہیں۔

اور اگر اب بھی تمام اسلامی نظام کی حامی جماعتیں اس نازک صورتحال میں آپس میں اتحاد واتفاق قائم نہ کر سکیں تو ۳۱ سال سے پاکستان پر منڈلانے والے کمیونزم کے اس خطرے سے ہم کسی طور بھی بچ نہیں سکیں گے اور اگر خدانخواستہ ایسا ہو گیا تو پاکستان کی حالت چیکوسلواکیہ اور افغانستان سے زیادہ بدتر ہو جائے گی۔ اور چیکوسلواکیہ والا معاملہ پیش نہ بھی آیا تو ویتنام لاؤس کمبوچیا اور کوریا ایسے حالات پیدا ہونا ناممکنات میں سے نہیں ہے۔

ادھر امریکہ نے پاکستان کی اقتصادی امداد بند کر کے اسے نہ صرف ایٹمی ٹیکنالوجی کے حصول سے روکنے بلکہ پاکستان کے تمام شعبہ ہائے زندگی کو مفلوج کرنے کی کوشش شروع کر دی ہے دوسری جانب دیگر مغربی ملک بھی پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کو ٹیڑھی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پاکستان کو نظر انداز کر رہے ہیں۔

جہاں تک کمیونسٹ ممالک کا تعلق ہے تو یہ ممالک (سوویت چین اور رومانیہ کے) روس کی راگنیوں پر ناچتے ہیں اور ظاہر ہے روس کا رویہ قیام پاکستان کے روز اول سے ہی مخالفانہ رہا ہے۔ پاکستان میں موجودہ لادینی عناصر براہ راست ماسکو سے ہدایات حاصل کرتے ہیں۔

مذکورہ صورتحال میں پاکستان کو ہر لحاظ سے محفوظ خیال کرنا طفل تسلی کے مترادف ہے۔

ہمارے ہمسایہ ممالک شبانہ روز اسلحہ ساز فیکٹریاں لگا کر اپنی دفاعی پوزیشنیں مستحکم کر رہے ہیں جبکہ پاکستان کو اپنے دفاع کو مضبوط بنانے کے لیے ۳۱ سال سے مغربی ممالک کا دست نگر ہونا پڑ رہا ہے۔

داخلی سیاسی انتشار داخلی ملحدانہ قوتوں کا توڑ اور ملک پر غیر ملکی حملے کا توڑ جواب صرف اور صرف ملک میں تمام اسلام پسند جماعتوں کا آپس کا اتحاد ہے کیونکہ جب تک یہ متفق نہیں ہونگے آئندہ پارلیمنٹ میں انہیں اکثریت حاصل نہیں ہو سکتی اور جب تک پارلیمنٹ میں اکثریت حاصل نہ ہو ملک کی باگ دوڑ بھی حاصل نہیں ہو سکے گی اور نہ اسلامی نظام ہی نافذ ہو سکے گا اسلام اور اسلام کے حامیوں کے خلاف شورشیں بڑھ جائیں گے۔

سیاسی جماعتوں کے لیے یہ لمحہ فکریہ ہے!

چھوٹے چھوٹے سیاسی اور مذہبی فروعی اختلافات کو پس پشت ڈال کر سیاسی لیڈر سر جوڑ کر بیٹھیں حالات کی نزاکت کو بھانپیں ذاتی اغراض کو فی الحال بھول جائیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کو انا کا مسئلہ بنا کر ایک دوسرے کے خلاف محاذ آرائی سے گریز کریں اور اگر سیاسی زعماء اس موقع پر بھی ایسا نہیں کر سکتے تو پاکستان کی تباہی کی ذمہ داری ان پر عائد ہوگی۔ روز حشر خدا کے یہاں انہیں جواب دینا ہوگا۔ پاکستان پر قربان ہونے والے ۲۵ لاکھ مسلمانوں کے خون کا حساب دینا ہوگا۔ سیاسی لیڈر سوچ لیں اب بھی وقت ہے!

فرقہ وارانہ مطالبات اور مساجد پر قبضوں کی مہم سوچی سمجھی سازش کا نتیجہ ہے۔

شرعی عدالتوں کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے ان میں ہر سطح پر علماء کو شریک کیا جائے۔

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی اور صوبائی راہ نماؤں کے اجلاس میں اہم قراردادیں۔

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی اور صوبائی راہنماؤں کا تین روزہ اجلاس گذشتہ روز ختم ہو گیا اجلاس میں پاکستان قومی اتحاد کے مسودہ منشور اور براہ راست رکن سازی کے بارے میں قومی اتحاد کی خصوصی کمیٹی کی سفارشات پر غور کیا گیا اور متعدد تجاویز و سفارشات منظور کی گئیں اجلاس کی صدارت جمعیۃ کے قائمقام مرکزی سیکرٹری جنرل مولانا محمد اجمل خان نے کی جبکہ مولانا عبید اللہ انور مولانا زاھد الراشدی، مولانا سید محمد شاہ امروٹی مولانا محمد مراد، مولانا قاضی عبداللطیف، میر صبح صادق کھوسو، سید مقبول حسین ترمذی ایڈووکیٹ۔ میاں محمد عارف ایڈووکیٹ، حافظ محمد یوسف ایڈووکیٹ۔ جناب عبدالحمید بٹ اور جناب اکرام القادری اجلاس میں شریک ہوئے اجلاس کی کل چار نشستیں ہوئیں اور مجموعی طور پر کم و بیش ۱/۲ ۹ گھنٹے اجلاس جاری رہا۔

آخری نشست میں ایک قرارداد کے ذریعہ حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ عام انتخابات سے قبل بلدیاتی انتخابات کرانے کا منصوبہ ترک کر دیا جائے کیونکہ یہ منتخب حکومت کا کام ہے نیز موجودہ حالات میں بلدیاتی انتخابات کرانے سے قومی انتخابات کا عمل متاثر ہونے کا امکان ہے۔

دوسری قرارداد میں فرقہ وارانہ کشیدگی میں دن بدن اضافہ پر سخت تشویش کا اظہار کیا گیا ہے اور اس رائے کا اظہار کیا گیا ہے کہ فرقہ وارانہ عصبیت کی بنیاد پر کیے جانے والے مطالبات مساجد پر قبضے کی شرمناک مہم اور فرقہ وارانہ تشدد کے واقعات ایک سوچی سمجھی سازش کا نتیجہ ہیں جس کا مقصد ملک میں اسلامی قوانین کے نفاذ کو غیر مؤثر بنانا اور جمہوری عمل کو سبوتاژ کرنا ہے قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ فرقہ وارانہ کشیدگی کو کم کرنے کے لیے مؤثر اقدامات کئے جائیں اور قوم کو لڑانے والی اس مذموم سازش کی پشت پناہی کرنے والے ''خفیہ ہاتھ'' کو بے نقاب کیا جائے۔

تیسری قرارداد میں اسلامی قوانین پر عملدرآمد کے سلسلہ میں شرعی عدالتوں کی کارکردگی پر قطعی عدم اطمینان کا اظہار کیا گیا ہے اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ عدالتوں کی کارکردگی کو بہتر بنانے اور عوام میں ان کا اعتماد بحال کرنے کے لیے ہر سطح کے شریعت بنچوں میں جید علماء کرام کو شریک کیا جائے اور عدالتی نظام کو اسلامی تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لیے مؤثر اقدامات کئے جائیں

چوتھی قرارداد میں حکومت مخیر حضرات اور رفاہی اداروں سے اپیل کی گئی ہے کہ انسانی ہمدردی اور اسلامی اخوت کی بنیاد پر افغان پناہ گزینوں کی بھرپور امداد کی جائے اجلاس میں شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان اور شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ ساہیوال کی اہلیہ محترمہ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور ان کے لیے دعائے مغفرت کی گئی۔

بشکریہ :- ماہنامہ قومی ڈائجسٹ لاہور

سید عطاء اللہ شاہ بخاری

عبد الغنی فاروق

یہ ۱۹۲۱ء کی بات ہے۔ لدھیانہ کے کھلے میدان میں ہزاروں کا مجمع بُت بنا بیٹھا ہے اور ایک درویش منش انسان اسٹیج پر بیٹھا مائیک اور لاؤڈ اسپیکر سے بے نیاز، بلند پاٹ دار آواز میں تقریر کر رہا ہے روشن فراخ چہرہ، موٹی چمکدار آنکھیں، سیاہ گھنی ڈاڑھی اور کندھوں کو چھوتے ہوئے گیسو، دیسی کھدر میں ملبوس وجیہہ و شکیل اور بارعب شخص ہاتھ میں موٹا سا ڈنڈا تھامے، زبان اور فکر کا خزانہ لٹا رہا ہے انداز اتنا دلکش اور مسحور کن ہے کہ یوں لگتا ہے ساری فضا پر جادو کر دیا گیا ہے لوگ کبھی روتے ہیں، کبھی ہنستے ہیں اور کبھی وجد کرتے ہیں اسٹیج سے ذرا ہٹ کر مقامی تھانے کا انچارج بیٹھا ہے۔ وہ جلسے کی رپورٹ لکھنے اور اگر ضرورت پڑے تو مقرر کو گرفتار کرنے آیا ہے مگر آنکھیں حیران ہیں کہ وہ بھی دیگر سامعین کی طرح مبہوت بیٹھا سر دُھن رہا ہے اور جونہی تقریر ختم ہوتی ہے، پیٹی اتار کر اپنے ساتھیوں کے حوالے کرتا ہے۔ استعفیٰ لکھ کر نوکری پر لات مارتا اور مقرر کے قدموں پر جا بیٹھتا ہے اور پھر ساری عمر یہیں گزار دیتا ہے۔ تھانیدار کا نام چودھری افضل حق ہے۔

یہ ۱۹۳۰ء کا اواخر ہے۔ یہی درویش صفت ڈم ڈم جیل میں مقید ہے ایک اعلیٰ انگریز حاکم معائنے کے لیے آتا ہے اور اس سے مخاطب ہوتا ہے

"کہئے کیا حال ہے آپ کا؟"

"اللہ کا شکر ہے" بے نیازانہ جواب ملتا ہے۔

"کوئی سوال؟" بااختیار حاکم دوبارہ پوچھتا ہے۔

"میں صرف اللہ سے سوال کیا کرتا ہوں"

"نہیں میرا مطلب ہے کوئی خدمت ہو تو بتائیں"

درویش سر اٹھاتا ہے اور پوری متانت اور سنجیدگی سے جواب دیتا ہے۔

"جی ہاں آپ میرا ملک چھوڑ کر تشریف لے جائیے"

حاکم خاموش ہو کر آگے بڑھ جاتا ہے۔

یہی عجیب و غریب شخص ایک مرتبہ بہاولپور پہنچتا ہے۔ نواب صاحب کو معلوم ہوا تو اپنے پرائیویٹ سیکرٹری کو ڈیرہ نواب صاحب سے اس کے پاس بھیجا اور ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ جواب ملا "فقیر بادشاہوں کے دربار میں نہیں جایا کرتے" پھر ہنس کر کہا "اب تو میں یوں بھی اس ریاست میں مہمان کی حیثیت سے ٹھہرا ہوں۔ یہ معزز میزبان کا کام ہے کہ مہمان کی عزت افزائی میں پیش قدمی کرے" سیکرٹری واپس چلا گیا۔ اگلے دن نواب صاحب بنفس نفیس ملنے آئے اور دس ہزار روپے بطور نذرانہ پیش کیے۔ لیکن "مہمان" نے نہایت بے نیازی سے یہ رقم قبول کرنے سے انکار کر دیا اس کا جواب تھا۔ "فقیر کو اللہ کے فضل و کرم سے صبح و شام دو روٹیاں مل جاتی ہیں اس سے زیادہ کی خواہش نہیں"

اور یہ منظر ۱۹۵۸ء کا ہے ......

یہی فقیر منش انسان ملتان کے ایک کچے مکان میں مقیم ہے بڑھاپا بھی ہے اور افلاس بھی۔ اس عالم میں صدر پاکستان جنرل اسکندر مرزا ملتان آتے ہیں۔ گیلانیوں کے ہاں دعوت ہے اسکندر مرزا ایک صاحب کو اس فقیر کے پاس بھیجتے ہیں۔ پیشکش یہ ہے کہ تھوڑی دیر کے لیے آ جائیں۔ منہ مانگی خواہش پوری ہو گی۔ مگر یہاں اب بھی وہی جواب ہے۔

"میرا اسکندر مرزا کے پاس جانا علم اور فقیری کی توہین ہے۔ اسکندر مرزا میری جھونپڑی میں آ جائیں تو ان کی بھی عزت ہے اور میری بھی، لیکن میں ان کے پاس جا کر اپنی عمر بھر کی کمائی غارت نہیں کرنا چاہتا"

ایلچی جس کا نام مظفر علی شمسی ہے، خاموش لوٹ آتا ہے۔

اس درویشِ خدا مست اور فقرِ غیور کے پیکر کا نام سید عطاء اللہ شاہ بخاری ہے۔ جو بیسویں صدی عیسوی میں قرونِ اولیٰ کی لازوال اور تابندہ خصوصیات کے حامل تھے۔ بے مثال خطیب، عالمِ دین، شاعر، نعت گو، سیاستدان مبلّغ و مصلح اور جانفروش مجاہد۔ خالقِ اکبر نے کتنی ہی خوبیاں بیک وقت ان میں جمع کر دی تھیں اور انہی کی بنا پر اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم اور فقیہہ علامہ انور شاہ کاشمیریؒ نے انہیں امیرِ شریعت کے معزز لقب سے آراستہ فرمایا۔ شاہ جی نے جب میدانِ سیاست میں قدم رکھا اس وقت انگریزی سامراج اپنے سارے غرور اور نخوت سمیت ہندوستانیوں کی غیرت سے کھیل رہا تھا۔ جب کہ پنجاب کا مسلمان سارے خطرات سے بے نیاز آنکھیں بند کیے بے حسی کی نیند سو رہا تھا۔ ہندو مسلمانوں کا معاشی استحصال بھی کر رہا تھا اور سیاسی میدان میں آگے بڑھنے کی سازشیں بھی، مگر پنجاب کا جاگیردار اور مالدار طبقہ انگریز پرستی کی افیون میں مست عوام کو تھپک تھپک کر سلا رہا تھا۔ مذہب کے محاذ پر بھی گرد اڑ رہی تھی اور نہ صرف انگریزوں کی ساختہ و پرداختہ نبوت

اپنے عزائم سمیت لوگوں کے دین و ایمان پر شب خون مار رہی تھی بلکہ عام مسلمانوں کی جہالت اور سادہ لوحی سے وہ لوگ بھی فائدہ اٹھا رہے تھے جو مذہب کو مادہ پرستی و دنیا داری کے حصول کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ یہ اور اسی قسم کے کتنے ہی محاذ تھے جن پر شاہ جی ڈٹ گئے اور ایک ایک کر کے ساری منفی اور اسلام دشمن طاقتوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ یہ شاہ جی ہی تھے جنہوں نے اہل پنجاب کے دل سے انگریز کا خوف دور کیا اور انہیں آزادی کے راستے پر لگایا۔ بدقسمتی سے وہ تحریک پاکستان کی حمایت نہ کر سکے مگر اس سے ان کی عظمت میں چنداں فرق نہیں آتا کہ پاکستان کے لیے زمین ان جیسے مردانِ قلندر نے ہموار کی تھی اور اگر وہ سر بکف ہو کر انگریز کا مقابلہ نہ کرتے اور اس مقصد کے لیے سالہا سال تک قید و بند کی صعوبتیں نہ جھیلتے تو پاکستان کی تحریک کبھی اس شدت سے نہ اٹھتی اور بار آور بھی نہ ہوتی۔

حضرت بخاری یکم ربیع الاوّل ۱۳۱۱ ہجری ۱۸۹۱ء کی چاندرات پٹنہ میں پیدا ہوئے۔ ننہال والوں نے شرف الدین احمد نام رکھا جبکہ ددھیال کی طرف سے عطاء اللہ کے نام سے موسوم ہوئے اور بعد میں اسی نام سے شہرت اور عزت پائی۔ والد کا نام سید ضیاء الدین احمد تھا جن کا سلسلہ نسب ۳۹ ویں پشت میں حضرت امام حسنؓ سے جا ملتا تھا۔ ان کے ایک بزرگ سید عبدالغفار بخاری اپنے والد کے ہمراہ بخارا سے کشمیر میں وارد ہوئے اور چونکہ اس وقت کشمیر میں مسلمانوں کی فرمانروائی تھی۔ اس لیے اپنے علم و تدبر کی بدولت درس و قضا کے منصب سے نوازے گئے انہی شاہ صاحب کی اولاد گجرات اور امرتسر آباد ہوگئی۔ بعد میں کچھ لوگ بیعت و ارشاد کے سلسلے میں پٹنہ چلے گئے اور لوگوں کی عقیدت مندی کے باعث وہیں سکونت اختیار کر لی۔ سید ضیاء الدین احمد حافظ قرآن تھے اور انہوں نے اپنی کمسنی کے دوران مسجد خواجہ عنبر میں ایک ہی رکعت میں قرآن پاک کے ۲۶ پارے سنا کر مقتدیوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا تھا۔

شاہ جی کی والدہ سیدہ فاطمہ اندرابی پٹنہ کے ایک نامور حکیم اور نامور عالم دین کی صاحبزادی تھیں اور نسب کے اعتبار حضرت خواجہ باقی باللہ کے خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ یوں وہ ہر اعتبار سے نجیب الطرفین سید تھے اور علم و تقویٰ اور فقر و استغناء انہیں وراثت میں ملے تھے۔

شاہ جی کی عمر محض چار برس کی تھی جب ان کی والدہ ماجدہ وفات پا گئیں۔ نانی اماں نے انہیں آغوش میں لے لیا۔ مگر وہ کسی دینی مدرسے سے باقاعدہ تعلیم حاصل نہ کر سکے۔ انگریزی سکول میں داخلے کا تو سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا کہ وہ جس خاندان سے تعلق رکھتے تھے وہاں انگریزی استعمار سے نفرت جزو ایمان تھی۔ چنانچہ موصوف ان مادر زاد عبقری شخصیتوں میں سے ہیں جن کی تربیت خود مبداء فیاض کرتا ہے گھر ہی پر عربی و فارسی کی مروجہ کتابیں پڑھیں۔ البتہ امرتسر کی سکونت اختیار کی، تو وہاں مولانا نور احمد سے قرآن پاک کی تفسیر پڑھتے رہے مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی سے فقہ اور حضرت مفتی محمد حسنؒ سے مسلم شریف کا درس لیا۔ قرآن پاک دادا نے حفظ کرایا قراءت کا فن کویت کے ایک قاری سید محمد عاصم سے حاصل کیا۔ قاری صاحب سلطان ترکی کے خلیفہ عبدالمجید کے بچوں کے اتالیق تھے۔ کسی وجہ سے زیر عتاب ٹھہرے تو ہندوستان چلے آئے اور پٹنہ میں قیام کیا۔ یہاں خواجہ عنبر کی مسجد میں قرآن پڑھانے لگے غضب کے خوش الحان تھے۔ تلاوت کرتے تو مسجد کے دروازے پر مسلمانوں کے علاوہ ہندوؤں کی بھیڑ لگ جاتی شاہ جی ابھی نوعمر تھے ایک روز قاری صاحب کی نقل کرتے ہوئے قرآن پڑھ رہے تھے کہ ان کی نظروں میں آ گئے اور پھر قاری صاحب نے اسی فن میں ان کی خصوصی تربیت کی۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ جب شاہ جی قرآن پڑھتے تو فضا پر سحر کا عالم طاری ہو جاتا اور ہندو، سکھ بھی فرمائش کر کے قرآن سننے کا تقاضا کرتے۔

۱۹۱۲ء میں جبکہ عمر ۲۰ سال سے متجاوز تھی پٹنہ سے امرتسر آ گئے جہاں ان کے اعزا رہتے تھے۔ یہیں کچھ دینی تعلیم حاصل کی اور مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی کی رہنمائی میں خطابت کا فن سیکھا۔ پہلی تقریر اندرون گلوالی دروازہ بازار کمہاراں میں ہوئی دوسری تقریر کے لیے ایک صاحب انہیں نواحی گاؤں سلطان ونڈ لے گئے اور یوں بہت جلد شاہ جی کی خطابت اور تلاوت قرآن کی شہرت اور خوشبو پھیلنے لگی، خصوصاً تلاوتِ قرآن کا انداز بے حد مقبول ہوا اور لوگ بڑے اشتیاق سے انہیں جلسوں اور شبینوں میں بلانے لگے۔

یہ وہ زمانہ تھا جب انگریزی استبداد پوری قہرمانیوں کے ساتھ ہندوستان پر حکمران تھا مگر خوف و ہراس کے باوجود غیرت و حمیت کی چنگاریاں بھی سلگنے لگی تھیں۔ خصوصاً علی برادران نے انگریزوں کے خلاف نفرت کی فضا پیدا کر دی اور دلوں میں کچھ کر گزرنے کا ولولہ کروٹیں لینے لگا تھا یہی وہ ایام تھے جب پہلی عالمی جنگ جیتنے کے بعد انگریزوں کا غرور ساری اخلاقی حدود پھلانگ کر ہندوستانی عوام سے غیر انسانی سلوک پر تل گیا تھا۔ چنانچہ اپریل ۱۹۱۹ء میں ایک احتجاجی جلوس امرتسر میں ریلوے کے بڑے پل سے گزر رہا تھا کہ انگریز سپاہیوں نے گولی چلا دی۔ جس سے چھ مقامی باشندے ہلاک ہو گئے۔ دوسرے روز بعض سرکردہ مقامی رہنما گرفتار کر لیے جس کے نتیجے میں ۱۳ اپریل کو امرتسر کے لوگ جلیانوالہ باغ میں جمع ہوئے یہ احتجاجی جلسہ ہزاروں نفوس پر مشتمل تھا اور پُرامن مگر جنرل ڈائر نے اندھا دھند گولی چلوا دی پانچ سو ہندو اور مسلمان ہلاک ہوئے زخمیوں کی تعداد کا کوئی اندازہ نہ تھا اس وحشت ناک کارروائی نے ہندوستان بھر میں آگ لگا دی اور انگریز کے خلاف نفرت عروج پر پہنچ گئی۔

دسمبر ۱۹۱۹ء میں ہندوستان کی تینوں بڑی جماعتوں نیشنل کانگرس، مسلم لیگ اور خلافت کانفرنس نے امرتسر میں سالانہ جلسے منعقد کیے۔ اسی پلیٹ فارم پر مولانا شوکت علی کی صدارت میں عطاء اللہ شاہ بخاری نے اپنی پہلی معرکۃ الآرا سیاسی تقریر کی۔ اس تقریر کی اثر آفرینی کا یہ عالم تھا کہ تحریک خلافت کے لیے دس لاکھ روپے کی خطیر رقم جمع ہوگئی مولانا محمد علی جوہر نے اپنے اخبار میں ان کی بیحد تعریف فرمائی۔

امرتسر سے باہر پہلی مرتبہ فروری ۱۹۲۱ء میں

کلکتہ تشریف لے گئے جہاں کانگریس کا سالانہ اجلاس ہو رہا تھا۔ وہاں مولانا ابو الکلام آزاد کی تجویز کردہ ترک موالات کی تائید میں ایک پُر شکوہ تقریر کی جس سے ان کی خطابت کی دھاک بیٹھ گئی اور وہ صف اول کے رہنماؤں میں شمار ہونے لگے۔

انھی دنوں شاہ جی نے گجرات (پنجاب) میں آزاد بائی سکول قائم کیا جس کا افتتاح مولانا آزاد نے کیا۔ ساتھ ہی ضلع بھر میں خلافت کمیٹیاں قائم کیں اور جگہ جگہ تقریریں کر کے عوام میں انگریز اور غلامی کے خلاف آگ لگا دی۔ آخر کار ۲۷ مارچ ۱۹۲۱ء کو آدھی رات کے وقت انہیں دفعہ ۱۲۴۔ الف کے تحت گرفتار کر لیا گیا اور ۸ اپریل کو امرتسر کے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے تین سال کی قید بامشقت سنا دی اس میں تین ماہ قید تنہائی کے تھے۔ اس قید نے شاہ جی کو انگریزی حکومت کا مستقل باغی بنا دیا اور وہ ۱۳ اگست ۱۹۴۷ء تک برطانوی استعمار کے خلاف مصروفِ جہاد رہے اس دوران تقریباً دس ہزار تقریریں کیں اور انگریزی حکومت کی بیخ کنی میں ساری صلاحیتیں صرف کر دیں۔

اسیری کی یہ مدت تھوڑا عرصہ لاہور سنٹرل جیل میں اور باقی میانوالی جیل میں گزری جو خراب آب و ہوا اور گرمی کی وجہ سے اس زمانے میں پنجاب کا "کالا پانی" تھی مگر شاہ جی نے اس آزمائش کا مقابلہ بڑے حوصلے اور خندہ روئی سے کیا عموماً قرآن کی تلاوت جاری رکھتے اور چونکہ بہت سے دیگر ہندو اور مسلم رہنما بھی یہیں رکھے گئے تھے، اس لیے گاہے گاہے مشاعروں، قوالیوں اور علمی مباحثوں کی محفلیں بھی برپا ہوتیں۔ قید کے دوران ہی آزاد بائی سکول ختم ہو گیا ترکِ موالات کا خود گاندھی نے گلا گھونٹ دیا اور خلافت کی تحریک کمال اتاترک کے تنسیخ خلافت سے دم توڑ گئی شاہ جی نے یہ ساری خبریں سنیں اور خون کے گھونٹ پی کر رہ گئے۔

۱۸ اکتوبر ۱۹۲۳ء کو رہا ہو کر گھر آئے تو وطن کا نقشہ بگڑا ہوا پایا۔ ہندو مسلم اتحاد کا دور لد چکا تھا۔ دونوں قوموں کے درمیان مناقشت اور افتراق کے جراثیم پھیل چکے تھے اور انگریزوں کی شہ پر سوامی شردھا نند نے مسلمانوں کو ہندو بنانے کی تحریک شروع کر دی تھی۔ شاہ جی نے ایک طرف جہاں شدھی کے زہر کو دور کرنے اور مسلمانوں کا ایمان محفوظ رکھنے کی سعی کی، وہاں دوسری جانب انگریزی سازشوں کے تار و پود بکھیرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ زچ ہو کر انہیں جنوری ۱۹۲۵ء میں دوبارہ گرفتار کر لیا گیا۔ شاہ جی نے ضمانت دینے سے انکار کر دیا اور مقدمے کی کارروائی میں کوئی حصہ نہ لیا۔ عدالت نے چھ ماہ قیدِ بامشقت یا پانچ سو روپے جرمانے کی سزا دی۔

جرمانے کی رقم عقیدتمندوں نے جمع کرا دی شاہ جی رہا ہو گئے مگر جرمانے کی ادائیگی پر سخت خفا تھے۔ انہیں گلہ تھا کہ لوگوں نے اپنی حلال کی کمائی فرنگی کو تاوان میں کیوں دی؟

اس مقدمے سے فارغ ہو کر شاہ جی نے خطابت کی ساری صلاحیتیں شدھی کے ازالے کے لیے صرف کر دیں اور ہزاروں مسلمانوں کو کفر کی تاریکیوں میں غرق ہونے سے بچا لیا۔ مگر افسوس اسی زمانے میں جزیرہ نمائے عرب میں سعودی اقتدار کے بعد کچھ ایسے واقعات پیش آئے جنہوں نے مثبت یا منفی طور پر سارے ہندوستانی مسلمانوں کو متاثر کیا۔ سید بخاری، سعودیوں کے حامی تھے اور ان کی کارروائیوں کو قرآن و سنت کی رُو سے حق بجانب ثابت کرتے تھے یہی وہ دور تھا جب پنجاب کے بہت سے سرکردہ پیرانِ کرام نے سعودیوں کی مخالفت میں پنجاب کے انگریز گورنر سر مائیکل اوڈوائر کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد کی اور سپاسنامہ پیش کیا جس میں انگریزوں کی مدح و ثنا، انگریزی راج کی برکات و فیوض اور سلطنتِ برطانیہ کی تعریف و خوشامد میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی گئی تھی۔ آج بھی اس سپاسنامے کی عبارت پڑھ کر سر شرم سے جھک جاتا ہے شاہ جی کو خبر ملی تو ملتان تشریف لے گئے کہ پیر حضرات کی اکثریت اسی علاقے سے تعلق رکھتی تھی اور لنگے خاں کے باغ میں تین روز تک خطاب فرمایا۔ دردمندی، خیر اندیشی اور خطابت کا انداز ملاحظہ ہو:

"اگر میں ابن سعود کی حمایت کروں تو کافر اور تم ترکوں کے قتل پر دستخط کرو تو مومن؟ تم فتح بغداد پر چراغاں کرو۔ تو مسلمان اور میں فرنگی سے آزادی کے لیے لڑوں تو مجرم! تمہارے تعویز تمہاری دعائیں کافر کی فتح کی آرزومند ہیں اور میں سلطنتِ برطانیہ کی بنیادیں اکھاڑنے کے درپے ہوں۔ تم نے انسانوں سے زیادہ کتوں اور سؤروں کی قدر کی اور گناہ کو ثواب کا درجہ دیا۔ تمہاری قبائیں خونِ مسلم سے داغدار ہیں۔"

اسی تقریر کے آخر میں فرمایا:

"اس باغ کے گل بوٹے آگاہ رہیں کہ میں نے تین دن کی مسلسل تقریروں سے باغبانِ قوم و وطن کے فریب سے بنی نوعِ انسان کو آگاہ کر دیا ہے۔ سنے باغ کی روشن روش میری گفتگو کو اپنے مستقبل کے دامن میں محفوظ کر لے۔ شاید قیامت کے دن میں اپنی نجات کے لیے ان سے گواہی طلب کروں۔ اے بادِ بہاری کے خوشگوار جھونکو! شہادت دینا کہ میں نے اہلِ ملتان کے سامنے حق و باطل کے درمیان دیوار کی نشاندہی کر دی ہے"

شاہ جی اُردو زبان کے سب سے بڑے خطیب تھے اللہ نے انہیں لحنِ داؤدی عطا کیا تھا۔ قرآن پڑھتے تو سامعین دم بخود رہ جاتے اور تقریر کرتے، تو گویا گلستان کھل جاتا۔ خاص انداز اور ترنم سے برمحل شعر پڑھتے تو سامعین پھڑک جاتے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ عشاء کی نماز کے بعد تقریر شروع ہوتی اور صبح کی اذان تک جاری رہتی۔ یوں معلوم ہوتا جیسے مجمع زنجیروں سے بندھا بیٹھا ہے۔ اکتا کر اٹھ بیٹھنا تو دور کی بات ہے کوئی اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکتا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے سامعین پر مقرر نے جادو کر دیا ہے۔ [illegible] ایسا ہوا مخالفین یہ ارادہ لے کر ان کے جلسوں میں آئے کہ آج ضرور گڑبڑ کریں گے۔ مگر شاہ جی کی خطابت کا سحر انہیں دنیا اور مافیہا سے ایسا بے خبر کر دیتا کہ جب کسی مسئلے پر ہاتھ اٹھانے کو کہتے تو یہ

مخالفین بھی بے اختیار ہاتھ اٹھا دیتے۔

شاہ جی کی اس طلسم کاری کے بارے میں خان غلام محمد خان لونڈ خوڑ کی روایت بڑی دلچسپ ہے ان کا کہنا ہے میں نے نہ تو شاہ جی کو دیکھا تھا نہ ان کا معتقد تھا۔ میرا سیاسی مسلک بھی ان سے مختلف تھا۔ ایک دفعہ عشاء کے وقت دلی دروازے کے باہر سے گزرا تو شاہ جی تقریر کر رہے تھے میں بڑے ضروری کام کے سلسلے میں جا رہا تھا مگر اس خیال سے رک گیا کہ جس مقرر کی دھوم ہے اسے پانچ منٹ سن لینا چاہیے میری عادت یہ ہے کہ میں جلسے میں ایک جگہ بیٹھ نہیں سکتا خود اپنے جلسے بھی گھوم پھر کر دیکھتا اور سنتا ہوں۔ میں پانچ منٹ تک ان کی تقریر سنتا رہا۔ پھر سوچا تھوڑی دیر اور سن لوں۔ میں تقریر کا سحر تھا کہ کھڑے کھڑے بیٹھ گیا، بیٹھے بیٹھے تھک گیا، تو لیٹ گیا اور لیٹے لیٹے ساری رات تقریر سنتا رہا۔ ایسے حواس گم ہوئے کہ اپنا کام ہی بھول گیا۔ یہاں تک کہ صبح کی اذان بلند ہوئی شاہ جی نے تقریر کے خاتمے کا اعلان کیا تو خیال آیا کہ او ہو ساری رات ختم ہو گئی تب پتہ چلا یہ شخص تقریر نہیں کرتا جادو کرتا ہے۔

انگریز کے بعد شاہ جی کو سب سے زیادہ نفرت قادیانیوں سے تھی وہ بجا طور پر انہیں انگریزوں کا خود کاشتہ پودا سمجھتے اور اسلام کے خلاف انگریزی استعمار کی سازش قرار دیتے تھے چنانچہ اس فرقہ باطلہ کے استیصال کے لیے انہوں نے تقریری محاذ پر جتنا کام کیا، قادیانیت کے خلاف مزاحمت کی پوری تحریک میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ دراصل یہ شاہ صاحب ہی تھے جنہوں نے قادیانی عزائم سے امتِ مسلمہ کو آگاہ کیا اس کے بعد ہی علامہ اقبال مرحوم و مغفور نے اس فتنے کے خلاف بھرپور آواز اٹھائی اور الیاس برنی مرحوم نے قادیانیت پر معرکۃ الآراء کتاب لکھی۔

۱۹۲۶ء کا پورا سال بہت مصروف گزرا اور بیک وقت انگریز، ہندو، قادیانی اور پنجاب کے انگریز پرست پیروں کے خلاف ان کا جہاد جاری رہا۔ ایک چومکھی جنگ تھی جس میں وہ ہمہ تن مصروف رہے۔ شاید ہی کوئی دن گذرتا تھا کہ وہ باطل کی ان قوتوں کے خلاف نبرد آزما نہ رہے ہوں۔

یہ وہ ایام تھے جب بعض دریدہ دہن ہندو مصنفین نے جناب رسالتمآب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نہایت سوقیانہ زبان میں الزام تراشی کی۔ مہاشہ راج پال ایسے ہی بدبخت لوگوں میں سے تھا۔ اس نے نبی کریم کے خلاف ایک زہریلی کتاب لکھی مسلمانوں کی شکایت پر مصنف کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے خلاف مقدمہ چلا، مگر لاہور ہائی کورٹ کے جسٹس دلیپ سنگھ نے بری کر دیا۔ مسلمانوں میں زبردست ہیجان پیدا ہوا۔ انہوں نے جلسہ کرانا چاہا مگر لاہور کے ڈی سی نے دفعہ ۱۴۴ لگا دی۔ شاہ جی نے شاہ محمد غوث کے بالمقابل احاطہ عبدالرحیم میں جلسے کے انعقاد کا فیصلہ کیا۔ ۴ جولائی ۱۹۲۷ء کو اس عظیم الشان اور تاریخی جلسے کی صدارت چودھری عبدالحق نے کی جبکہ اسٹیج پر مفتی کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید دہلوی بھی موجود تھے۔ شاہ جی کے درد و سوز کا عجیب عالم تھا۔ لہجے میں تڑپ بھی تھی اور للکار بھی:

"آج آپ لوگ جناب فخرِ رسل محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے عزت و ناموس کو برقرار رکھنے کے لیے جمع ہوئے ہیں آج جنسِ انسان کو عزت بخشنے والے کی عزت خطرے میں ہے آج اس جلیل المرتبت ہستی کا ناموس معرضِ خطر میں ہے جس کی دی ہوئی عزت پر تمام موجودات کو ناز ہے۔ آج مفتی کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید دہلوی کے دروازے پر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ آئیں اور فرمایا ہم تمہاری مائیں ہیں تمہیں معلوم نہیں کہ کفار نے ہمیں گالیاں دی ہیں۔ ارے دیکھو! عائشہ صدیقہؓ دروازے پر تو کھڑی نہیں" یہ جملہ اس جلال و غضب اور سوز و درد سے ادا کیا کہ حاضرین کی نگاہیں بے ساختہ دروازے کی طرف اٹھ گئیں ہجوم میں کہرام مچ گیا سامعین دھاڑیں مار مار کر رونے لگے "تمہاری محبت کا تو یہ عالم ہے کہ عام حالتوں میں کٹ مرتے ہو لیکن تمہیں معلوم نہیں کہ آج گنبد خضریٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تڑپ رہے ہیں۔ آج خدیجہؓ اور عائشہؓ پریشان ہیں۔ بتاؤ تمہارے دلوں میں امہات المومنین کے لیے کوئی جگہ ہے۔ اگر تم خدیجہؓ و عائشہؓ کے ناموس کی خاطر جانیں دے دو، تو یہ کم فخر کی بات نہ ہو گی۔ یاد رکھو، یہ موت آئے گی تو پیامِ حیات لے کر آئے گی۔"

اس تقریر نے سینوں میں آگ بھر دی۔ کہتے ہیں لاہور کا ایک نوجوان بڑھئی علم الدین شاہ صاحب کے قریب ہی بیٹھا تھا تقریر سننے کے فوراً بعد گھر گیا چھری ہاتھ میں پکڑی اور جا کر راج پال کو جہنم واصل کر دیا۔ اس سے قبل دو موقعوں پر دو نوجوانوں (عبدالعزیز اور عبدالرشید) نے اسے قتل کرنے کی کوشش کی تھی مگر وہ اپنے مقصد میں ناکام رہے تھے اور انہیں عدالتوں نے بالترتیب ۱۴ سال اور ۷ سال کی قید بامشقت کی سزا سنائی تھی۔

لاہور کے ڈپٹی کمشنر نے انتقامی کارروائی کی اور ۱۰ جولائی ۲۷ء کو شاہ جی گرفتار کر لیے گئے۔ دفعہ ۱۰۸ کے تحت ان پر مقدمہ چلا اور حکم ہوا کہ تین ہزار روپے کی شخصی ضمانت اور تین ہزار کا مچلکہ دے کر وہ رہا ہو سکتے ہیں لیکن انہوں نے یہ رعایت ٹھکرا دی اور مقدمے میں صفائی دینے سے بھی انکار کر دیا۔ لاہور سنٹرل جیل میں مسلسل چار روز تک کارروائی جاری رہی تا آنکہ شاہ جی کو ایک سال قید بامشقت کی سزا دے کر جیل بھیج دیا گیا جہاں سے مئی ۲۸ء کو رہائی ملی۔

دسمبر ۲۹ء تک ۱½ سال کا عرصہ شاہ جی نے مجموعی اعتبار سے امرتسر میں گزارا۔ البتہ اس عرصے میں انہوں نے آریہ سماجی ہندو رہنماؤں اور مصنفوں کی خوب خبر لی اور مسلمان رائے عامہ کو ان کے خلاف بیدار کیا جو نبی اکرمؐ اور دین اسلام کے خلاف بدگوئی میں مصروف رہے۔ شاہ جی کی انتہائی تند و تیز اور غیرت آفریں تقریروں کا نتیجہ تھا کہ ہندوستان کے مختلف شہروں میں مختلف مسلمان نوجوانوں نے ان بدزبانوں کو موت کی نیند سلا دیا

 ـــــــــ حافظ ارشاد احمد دیوبندی

حصول علم کے لیے مسلمانوں کی خدمات

کاروان اصحاب محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے حالات زندگی کا مطالعہ کرتے وقت مسلمانوں کو سکون قلب کی ایسی عظیم دولت حاصل ہوتی ہے کہ وہ اطمینان سے ان حضرات کے کوائف سے اپنی اپنی راہ بڑی آسانی سے متعین کر سکتے ہیں اس سے استاد اور شاگرد آداب و محبت کی محفل قائم رکھ سکتے ہیں ایک راعی اور رعایا متمتع ہو سکتے ہیں باپ اور بیٹا سبق لے سکتا ہے شوہر اور بیوی مستفید ہو سکتے ہیں حاکم اور محکوم جج اور مجرم اپنا فیصلہ اور دفاع ٹھیک رکھ کر اپنی اپنی عاقبت سنوار سکتے ہیں۔ تاجر اور مزدور اپنے اسلامی حقوق محفوظ رکھ سکتے ہیں جرنیل اور فاتح صحیح سمت کا تعین کر سکتے ہیں ایک پیر اور مرید کے لیے بھی یہاں قواعد اور ضوابط ملتے ہیں حتیٰ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ قول ملتا ہے کہ ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم کو پیشاب اور پاخانہ کا صحیح طریقہ سمجھایا جو کہ اس طرح ہے ۔ وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح ہر فن کار کے لیے اور دنیا کی جمیع مخلوق کے لیے قرآن کریم کے ۳۰ پاروں اور احادیث مبارک کے ۲۰ ــ ۲۵ لاکھ صحیح مجموعہ میں سے ہر دور اور ہر زمانہ کے موافق اٹل اصول اور سچے قوانین موجود ہیں یہ مبارک کاروان رضی اللہ عنہم جو بلا ریب مدار اور معیار حق ہے اس لیے قرآن کریم میں بھی اللہ رب العالمین نے اس کاروان رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ فان آمنوا بمثل ما آمنتم به فقد اهتدوا۔ اگر وہ بھی (یعنی آنے والے) ایمان لاویں جس طرح پر تم ایمان لائے ہو تو ہدایت پائی انہوں نے بھی ۔ یعنی ایمان وہی مقبول و مبرور ہوگا جو اصحاب محمد رضی اللہ عنہم کے معیار کے موافق ہوگا۔ اب بھی اگر کوئی دشمنی ضد اور عناد کے باعث حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معیار حق کاروان رضی اللہ عنہم کے نقش قدم سے ہٹ کر اور ان کے معیار ایمان سے مختلف قسم کا کوئی اسلام پیش کرے گا تو وہ نام کا اسلام تو ضرور ہوگا مگر وہ حقیقی اور صحیح اسلام ہرگز ہی نہیں ہوگا جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحیثیت معلّم اپنے ان پیارے اور لاڈلے شاگردوں کو عملی طور پر سمجھایا تھا پھر ان حضرات نے تعلیمات اسلام سمجھ لینے کے بعد خاموش تماشائی کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ اسلام کی تعلیمات کو پھیلانے کے لیے کرۂ ارضی کا کوئی کونہ نہیں چھوڑا جہاں حضور علیہ السلام کی تعلیمات کو نہ پہنچایا ہو تاریخ اسلام کا یہ زرین باب دیگر عام ابواب سے زیادہ جامع، طویل اور بہت ہی زیادہ اہمیت کا حامل ہے خود معلّم انسانیت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طائف میں تعلیمات کے لیے تشریف لے جانے اور تکلیف برداشت کرنے کا واقعہ ہی اپنے اندر کتنی عبرتیں رکھتا ہے اور حضرت خبابؓ بن الارت کے واقعات میں درج ہے کہ آپ ایک عورت کے غلام تھے وہ آپکو اسلام لانے کی وجہ سے بہت بڑی بڑی تکلیفیں دیا کرتی مگر آپؓ اللہ کی راہ میں اُف تک نہ کرتے اکثر اوقات سیدھا کھڑا کر کے لوہے کو گرم کر کے آپ کے سر کو اس سے داغ دیا کرتی تھی آپکو خوب گرم ریت پر لٹا دیا جاتا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بار حضرت خبابؓ سے اس کی تفصیل دریافت کی تو آپ نے کمر سے کپڑا اٹھا کر آپکو دکھایا حضرت فاروق اعظمؓ آپ کی کمر دیکھ کر سکتے میں آ گئے اور فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ حضرت خبابؓ نے جواباً فرمایا کہ حضرت مجھے آگ کے انگاروں پر ڈال کر گھسیٹا جاتا تب میری کمر کی چربی اور خون اس آگ کو بجھاتا اسی طرح حضرت بلالؓ جو مسجد نبویؐ کے مؤذن تھے آپ کو بھی گرم ریت پر لٹایا جاتا کوڑے لگائے جاتے لڑکے گلے میں رسی ڈال کر خوب کھینچتے آوازے کسے جاتے اور آپؓ اَحدٌ اَحدٌ پکارتے رہتے یعنی خدا ایک ہے اس کا کسی صفت میں کوئی شریک نہیں غرضیکہ ان حضرات نے دین اسلام پھیلانے کے لیے جو سختیاں برداشت کی ہیں ان کی نظیر پیش کرنا مشکل بلکہ بہت ہی مشکل ہے، خدا کا خوف، زہد و تقویٰ ارکان اسلام کی ادائیگی کا شوق و ذوق، ایثار ہمدردی بہادری دلیری اور موت کا شوق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپ کے ساتھ عملی محبت کے ساتھ حصول علم کے لیے ان حضرات کی عظیم الشان قربانیاں اس قدر کثرت کے ساتھ ہیں کہ اہل یورپ وغیرہ تا قیامت اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے ویسے تو آج بھی حصول علم کے لیے مسلمان میدان عمل میں ضرور موجود ہیں جو کہ عربی مدارس میں بھی دیکھے جا سکتے ہیں کہ بڑے دُور دراز ملکوں سے برسوں کا عزم سفر کر کے چٹائیوں پر بیٹھتے اور چٹائیوں پر سوتے دینی تعلیمات حاصل کر کے اپنے علاقہ قال اللہ اور قال الرسولؐ کے فرمان پہنچاتے ہیں ہاں اب وہ ولولہ، جوش، جذبات اور لگن ضرور مفقود ہے جو اسلاف میں موجود تھی جنہوں نے بر اعظم اور سمندر جیسے خطرناک مقامات کی

نکھر گئے بغیر ساحلوں پر کشتیاں نذر آتش تک کر دیں اور دریاؤں میں کود گئے۔ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ نباتات کے علم کے حصول کے لیے بھی ملکوں ملکوں پھرتے رہے اگر انہوں نے اس قدر محنت نہ کی ہوتی تو آج ہم کو اسلام کی یہ عظیم دولت اور صحاح ستہ کی صحیح لاکھوں حدیثیں کیسے نصیب ہوتیں ان کا ایک ہی نعرہ تھا ؎

ہر کہ خواندہ ایم و فراموش کردہ ایم۔
الّا حدیث یار کہ تکرار میکنم

یہی وجہ ہے کہ اس مقدس گروہ کو علم کے حصول کی ایسی بے تابی تھی جو ان کو کسی شہر یا ملک میں قرار نہیں لینے دیتی تھی ایک سمندر سے دوسرے سمندر میں اور ایک براعظم سے دوسرے براعظم میں بے قراری کے ساتھ لیے پھرتی رہی خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو علم کے حصول کا شوق دلاتے ہوئے فرمایا تھا اطلبوا العلم ولو کان بالصین مگر اب علم کے حصول کے لیے مسلمان خود بخود پس منظر میں جا رہے حالانکہ جو نبیؐ اور رسولؐ بھی امت کے لیے مبعوث ہوا وہ اس وقت کے علم و فن سے اپنے وقت کا امام ہوتا آج بھی اگر بالفرض نبوت کا اجراء ہوتا تو جو نبی بھی آتا وہ تمام سائنس دانوں کو بالکل پیچھے دھکیل دیتا اور یہ سب سائنس دان یا اہل فن نبیؐ کا ہرگز ہی مقابلہ نہ کر سکتے حضور علیہ السلام نے نبوت کے انقطاع کا یقینی اور حتمی اعلان کرنے کے بعد اجتہاد کا دروازہ بند نہیں فرمایا بلکہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجتہاد کو سراہا ہے آج مسلمانوں کا خاموش ہو کر بیٹھ جانا ھذا الشئی عجاب ہی معلوم ہوتا ہے محدثین کے حالات سفر صعوبتوں کا تذکرہ بڑی تفصیل سے حضرت نواب یار جنگ مولانا حبیب الرحمن خان شیروانی مرحوم نے اپنی ایک تصنیف "علمائے سلف و نابینا علماء" میں لکھا ہے اس مبارک کتاب سے چند حضرات کے واقعات برائے ذوق حصول علم درج کر رہا ہوں حالات زمانہ کا مقابلہ کرنے کے لیے اب بالکل مسلمانوں کو ہر حالت میدان عمل میں اتر کر غیر مسلم اور بے دین افراد کا سختی سے مقابلہ کرنا چاہیے۔ اسلام کو پھیلانے کے لیے مسلمانوں کو ہر فن کا حاصل کرنا ناگزیر ہے جب تک دنیوی اسباب و علل کے تحت ان کو شکست نہیں دی جائے گی۔ تب تک اسلام کی دعوت کا عملی فروغ اور بین الاقوامی لحاظ سے بزعم خویش بڑی اور حقیقتاً فرعونی طاقتوں کا زوال مشکل ہے مسلمانوں کی دنیوی ترقی بھی دین کے تابع ہے۔ اس لیے وقت کا یہ بڑا چیلنج باعمل مسلمانوں کو دین اسلام کی تبلیغ کا ایک فوری مشن تصور کر کے ضرور قبول کر لینا چاہیے ورنہ بقول علامہ محمد اقبال مرحوم ؎

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے زمانے والو!
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

اب اجلّہ مشاہیر مسلم کے حالات سفر برائے حصول تعلیم غور و فکر سے ملاحظہ فرمائیے:۔

امام مالکؒ نے حضرت سعید بن المسیبؒ تابعی سے روایت کی ہے کہ میں ایک ایک حدیث کی خاطر راتوں اور دنوں پیادہ پا چلا ہوں امام دارمیؒ نے طلب حدیث میں حرمین۔ خراسان۔ عراق۔ شام اور مصر کا سفر کیا تھا۔ صحیح بخاری کے مصنف امام بخاریؒ نے چودہ برس کے سن میں سیاحت شروع کر دی تھی ان کی والدہ اور بہن سفر میں نگران تھیں بخارا سے لے کر مصر تک سارے ممالک اس عالی مقام کے سفر کی فہرست میں ہیں۔

امام ابو حاتم رازیؒ نے اپنی سرگذشت خود بیان کی ہے کہ میں نے تین ہزار فرسخ سے زیادہ مسافت پیادہ طے کی ہے (ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے لہٰذا ان کی پیادہ روی نو ہزار میل سے زائد ہوئی) یہ ان کی سیاحت کی انتہا نہیں بلکہ شمار کی حد ہے کیونکہ امام ممدوحؒ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے میلوں کا شمار کرنا چھوڑ دیا تھا امام فسویؒ نے ۳۰ برس سفر میں بسر کر دیئے۔ شیخ الاسلام بقیؒ ابن مخلدؒ نے دو سو اسی شیوخ سے حدیث روایت کی ہے اور خود انہوں نے فرمایا کہ میں جس شیخ کے پاس گیا پیادہ پا گیا۔ محدث اندلس ابن حیونؒ نے حدیث اندلس عراق حجاز اور یمن کے شیوخ کی خدمت میں حاضر ہو کر حدیثوں کو حاصل کیا یہ معلوم نہیں کہ انہوں نے یہ سفر کس راستے سے کیا ہو گا لیکن نقشے کے معائنہ سے واضح ہوتا ہے کہ اگر یہ سفر دریا کے راستہ سے کیا ہو گا تو پورا بحیرۂ روم اور تمام کمال بحر احمر انہوں نے طے کیا ہو گا۔ اور اگر خشکی میں کیا ہو گا تو طنجہ سے لیکر سویز تک سارا براعظم افریقہ انہوں نے طے کیا ہو گا۔ عبرت کا مقام ہے کہ جو مقامات ایک زمانے میں ہمارے پاک مذہبی علوم کے سرچشمے تھے وہاں آج کوئی مذہب سے بیزار حکمران حکومت کر رہے ہیں اور مسلمان محکوم ہیں۔ ابن عبدالبرؒ حمیدیؒ شیخ اکبرؒ کہاں کے تھے؟ اسی اسپین کے جو آج یورپ میں مل کر بھاگتے ہوئے غلام کی طرح اپنے قدیم آقا کی صورت سے بھی بیزار رہے اگر ہم عبرت حاصل کریں تو ہماری آنکھیں کھولنے کے لیے یہ واقعہ کم نہیں کہ مادر زاد نابینا حافظ الحدیث ابو العباسؒ رازی اپنے نبی کریمؐ کے اقوال و افعال کی شیفتگی میں بلخ بخارا نیشاپور اور بغداد کا سفر کرتے پھرتے تھے امام ممدوحؒ باوجودیکہ دنیا کے دیکھنے سے محروم تھے تاہم ان کی بھی سوانح عمری باب سیاحت سے خالی نہیں حیف ہم پر جو خدا کی دی ہوئی ایک جوڑ دو آنکھیں رکھتے ہیں عالم کو دیکھتے ہیں اور پھر بھی آنکھیں بند ہیں۔ حافظ ولید سریؒ سقطی باشندۂ سراگوسا ملک (اسپین) کے حالات میں امام ذہبیؒ فرماتے ہیں انہوں نے انتہائے اندلس سے خراسان تک سفر کیا۔ واقعہ ذیل سے بھی عبرت حاصل کی جائے کہ ان دنوں کیسا شوق علم کے واسطے سفر کرنے کا مسلمانوں کے دلوں میں تھا۔ امام اسمٰعیلیؒ نے جب محمد بن ایوب رازیؒ کی خبر وفات سنی تو روتے پیٹتے ان کی یہ حالت دیکھ کر گھر والے جمع ہو گئے اور پوچھا کیا ہوا؟ انہوں نے دل گیر ہو کر کہا کہ تم لوگ مجھ کو علم کے حصول کے لیے سفر کرنے سے روکتے رہے آخر محمد بن ایوبؒ وفات پا گئے اب میں ان کو کہاں پاؤں گا؟ گھر والوں نے ان کو تسلی دی اور انتظام کر کے حامیوں کے ہمراہ ایک دوسرے شیخ وقت ابن سفیانؒ کی خدمت میں بھیج دیا اسمٰعیلؒ کا سن اس وقت صرف سترہ برس کا تھا تاہم اتنی عمر تک بھی گھر میں بیٹھنا انہوں نے مصیبت خیال کیا۔ یہ تو ہیں صرف طلب حدیث اور دینی علوم کے حصول کے لیے ہمارے اسلاف کے بہت ہی مختصر کارنامے جو حقیقت میں ایک فیصد سے بھی بہت ہی کم ہیں مگر ہمارے

لیے درس عبرت کے لیے یہ بھی بہت کافی مواد ہے اس سے آگے مولانا شیروانی مرحوم نے در توجہ کامل اور شوق طلب کے عنوان کے ضمن میں جو واقعات آگے مذکور ہوتے ہیں ان میں آپ علماء کو زندگانی کی مختلف سختیوں میں پائیں گے کسی کو سرد ملک میں شب کو مسجد کے دروازہ پر کھڑا دیکھیں گے کوئی بزرگ شدت گرمی کے باعث پانی کے ایک بڑے ظرف میں بیٹھے ملیں گے کوئی عالم آپ کو بوریئے پر دراز نظر آئیں گے کوئی اپنے جانی دشمن حاکم وقت کے خوف سے صحرا میں روپوش ملیں گے کسی کے دل میں ؏ العشق نارٌ یحرق ماسوی المطلوب کا جلوہ دکھائی دے گا۔ غرض مختلف گرم سرد حالات جو ایک انسان پر گذر سکتے ہیں ان پر گذرتے دیکھیں گے لیکن ہر حال میں آپ ان کے دل کو اطمینان سے اپنے مطلوب یعنی علم کی طلب میں مشغول پائیں گے اور واقعات ثابت کریں گے کہ یہ جو حوصلہ فرسا حوادث ان کے دلوں کو علم کی جانب سے تفرقہ پیدا کرنے سے قاصر تھے بعض صورتوں میں آپ دیکھیں گے کہ وہ بظاہر ایک کام میں مصروف ہیں مگر قلب ان کا علم کی جانب ہے کوئی حکیم سو سو مرتبہ ایک ایک کتاب کا مطالعہ کرتا ہے کسی فقیہہ کے زیر مطالعہ ایک ایک کتاب پچاس پچاس برس رہی ہے۔ ان تمام واقعات سے ان کی توجہ کامل اور ماسوا سے بے نیازی کا پورا پتہ ملتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حصول کمال کی جانب جب انسان اپنے دل کو پورے طور سے مائل نہ کر دے کوئی کمال حاصل نہیں ہو سکتا اس زمانے کے مسلمان بھی مدارس کے حجروں میں اپنی عمریں صرف کر دیتے ہیں پڑھتے پڑھتے بوڑھے ہو جاتے ہیں مگر بہ استثناء کمال حاصل نہیں ہوتا کوئی اس کے اسباب کچھ ہی بتائے مگر میں یہ کہتا ہوں کہ صرف توجہ اور ہمت کا تفاوت ہے اگر ہم وہی توجہ پیدا کر لیں تو وہ کمالات پھر پیدا ہو سکتے ہیں آیت کریمہ لیس للانسان الا ما سعیٰ۔ صاف صاف بتلا رہی ہے کہ ہر شخص اپنی اپنی کوشش کا پھل پاتا ہے۔ اور خدا وند قدوس کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا اس لیے علماء دیوبند نے اپنی سعی صرف مساجد اور مدارس تک محدود نہیں رکھی بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں انہوں نے خوب کام کیا ہے یہی وجہ ہے کہ مولانا عبید اللہ سندھیؒ یا آپ کے محترم استاذ حضرت شیخ الہندؒ کی موجودگی میں سیاست ملکیہ مشرق و مغرب میں ان کے نام کا بول بالا تھا بعد میں حضرت مولانا آزادؒ مولانا مدنیؒ نے بھی مدارس تک اپنے آپکو محدود نہیں کر رکھا تھا بلکہ معاشرہ کے ساتھ قدم بقدم چلتے رہے جن کے عظیم الشان کارناموں کی عظیم فہرست آج تاریخ کا ایک روشن باب ہے علماء دیوبند نے رہبانیت کی ہمیشہ بھرپور مخالفت کی ملک و ملت اور خلق خدا کی خدمت کر کے ان کو ایک گونہ مسرت حاصل رہتی حقیقی اور سچا مؤرخ علماء دیوبند کے کارناموں کے بغیر برصغیر کی تاریخ مرتب نہیں کر سکے گا بلکہ ہمارے اس دعویٰ کی دلیل آج مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہٗ کا وجود ہے جس درویش کے سامنے آکسفورڈ جیسی یونیورسٹی کے فاضل بھی زانوا دب بیٹھ کر ملکی سیاست کا سبق حاصل کرتے ہیں اور آپ کے بتائے ہوئے طریق کار کے موافق کام کر کے منزل مقصود حاصل کر لیتے ہیں

• عام انتخابات پارٹی سسٹم کی بنیاد پر کرائے جائیں اور شرعی عدالتوں کی اصلاح کی جائے

• مساجد پر قبضہ کی شرمناک مہم سوچی سمجھی سازش کا نتیجہ ہے

• جمعیۃ علماء اسلام کی صوبائی مجلس شوریٰ کی اہم قرار دادیں

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کی مجلس شوریٰ کا اجلاس آج زیر صدارت مولانا عبید اللہ انور امیر جمعیت علماء اسلام پنجاب منعقد ہوا۔ اجلاس میں صوبہ بھر کے ۴۰ ارکان شوریٰ نے شرکت کی۔ اجلاس مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں منعقد ہوا جو چار گھنٹے جاری رہا۔

شوریٰ کے اجلاس میں ملک کی سیاسی و مذہبی صورتحال کا جائزہ لیا گیا۔ قاری نورالحق قریشی ایڈووکیٹ جنرل سیکرٹری جمعیۃ صوبہ پنجاب نے سیاسی صورتحال پر تبصرہ کرتے ہوئے تشویش کا اظہار کیا کہ اس وقت ملک میں جبکہ عام انتخابات کی قطعی تاریخ کا اعلان ہو چکا ہے بلدیاتی انتخابات اور آئین میں ترامیم پر زور دیا جا رہا ہے۔ جس سے ملک آئینی بحران کا شکار ہو سکتا ہے۔

شوریٰ کے اجلاس نے چند مطالبات حکومت کو پیش کئے جو درج ذیل ہیں۔

(۱) بلدیاتی انتخابات عام انتخابات کے بعد منعقد کرائے جائیں۔

(۲) عام انتخابات پارٹی سسٹم کی بنیاد پر کرائے جائیں۔

(۳) فرقہ وارانہ کشیدگی پھیلانے والوں کو صوبائی انتظامیہ کی پشت پناہی حاصل ہے اور مخالف لوگوں کی مساجد پر قبضہ کی مہم بھی اسی کا حصہ ہے ہم اس کی شدید مذمت کرتے ہیں اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ فرقہ وارانہ کشیدگی کی پشت پناہی کرنے والے افسروں کے خلاف کارروائی کی جائے۔ نیز مساجد پر ناجائز قبضہ کی روک تھام کے لیے مؤثر اقدامات کئے جائیں۔

(۴) شرعی عدالتوں کے نظام کی اصلاح کی جائے۔ اس سلسلہ میں ایک تجویز یہ بھی ہے کہ ان عدالتوں میں جید علماء کو شامل کیا جائے تاکہ شرعی احکامات پر مؤثر طور پر عملدرآمد ہو سکے۔

(۵) تمام سیاسی قیدیوں کو بلا تاخیر رہا کیا جائے اور قومی مجرموں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

(۶) کچی آبادی کے قابضین کو بلا معاوضہ مالکانہ حقوق بلا تاخیر دئے جائیں تاکہ لاکھوں غریب اپنا سر چھپا سکیں۔

(۷) چشتیاں میں قومی اتحاد کے معزز ارکان کے خلاف حد قذف کا جھوٹا مقدمہ فوراً واپس لیا جائے اس میں ملوث انتظامیہ کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

(۸) ملک میں سپر ڈیزل کی فراہمی کا بندوبست کیا جائے۔ تاکہ کاشتکاروں کو زرعی ضروریات کے لیے ڈیزل بر وقت مہیا ہو سکے۔

(۹) منگلا کی قریبی آبادی جکر اور علاقائے جکر کے دیہاتوں کو جلد از جلد بجلی مہیا کی جائے۔ یہ دیہات منگلا سے صرف ۲ میل پر واقع ہو کر بجلی کی نعمت سے محروم ہیں۔

اجلاس میں مولانا محمد اجمل خاں، مولانا زاہد الراشدی، مولانا منظور احمد چنیوٹی، مولانا احمد سعید لدھیانوی، مرزا غلام نبی جانباز، میاں محمد عارف ایڈووکیٹ، حافظ محمد یوسف ایڈووکیٹ، مولانا محمد رمضان میانوالی، مولانا محمد یوسف بہاولنگر، قاری عبد المالک راولپنڈی علامہ رشید احمد ارشد اور دوسرے حضرات شامل ہیں۔

اجلاس میں شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خاں اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبد اللہ ساہیوال کی اہلیہ محترمہ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور ان کو ایصال ثواب کے لیے فاتحہ خوانی کی گئی۔

عام انتخابات سے پہلے بلدیاتی انتخابات کرانے سے مشکلات پیدا ہوں گی

قاضی عبداللطیف

جمعیت علماء اسلام پاکستان کے مرکزی ناظم مولانا قاضی عبداللطیف نے کہا ہے کہ عام انتخابات سے پہلے بلدیاتی انتخابات کرانے سے مزید مشکلات پیدا ہوں۔ گی انہوں نے ایک بیان میں کہا کہ صدر مملکت جنرل ضیاء الحق کو عوامی مسائل کے حل کرنے میں ناکام ہنانیوالے مشیر اپنے گھناؤنے کردار کو چھپانے کے لئے اور عوام کی توجہ اپنے محاسبہ سے ہٹانے کے لئے بلدیاتی انتخابات کرانے پر زور دے رہے ہیں جس کا نتیجہ ملک و قوم کے لئے ہرگز سود مند نہیں ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ جب ملک کے تمام قابل ذکر فہمیدہ اور باأثر سیاستدان بلدیاتی انتخابات ملک و قوم کے لئے نقصان دہ سمجھ رہے ہیں تو حکومت کو ان حضرات کا احترام کرتے ہوئے بلدیاتی انتخابات عام انتخابات سے موخر کرنے چاہیئں تاکہ مزید شکوک و شبہات پیدا نہ ہوں انہوں نے کہا کہ محض عبوری دور کے لئے برسر اقتدار آنے والی حکومت سیاستدانوں کے مشورے کے بغیر آئین میں ترامیم کرنا اور صدر کے آئینی اختیارات میں اضافہ پر اصرار کسی بھی لحاظ سے مناسب نہیں اور حکومت کو چاہیے کہ وہ ان تمام باتوں کو آئندہ باقاعدہ منتخب حکومت پر چھوڑ دیا جائے انہوں نے کہا کہ صدر ضیاء الحق نے حالیہ دورہ بلوچستان کے دوران یہ عام تاثر دیا ہے کہ بلوچی عوام بلدیاتی انتخابات کے حق میں ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ صدر صاحب نے باقاعدہ سیاسی مہم شروع کر دی ہے اگر ایسا ہی ہے تو پھر سیاسی سرگرمیوں پر سے پابندی ہٹائی جائے تاکہ رابطہ عوام کی مہم شروع کی جا سکے اور عوام اپنی رائے کا اظہار کر سکیں

جمعیت میں شمولیت

جمعیۃ کے رہنما مولانا بشیر احمد کی تحریک پر تحصیل شورکوٹ حویلی بہادر شاہ کے معروف زمیندار جناب صابر شاہ ثانی صاحب اپنے سینکڑوں ساتھیوں سمیت جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کر دیا۔ انہوں نے اپنے ایک بیان میں حضرت مولانا عبداللہ درخواستی اور قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔ انہوں نے جماعت کو ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا۔ شاہ صاحب کی جمعیۃ میں شمولیت سے تحصیل شورکوٹ جمعیۃ پہلے سے زیادہ مضبوط ہوگی۔ ضلعی رہنماؤں نے ان کی جمعیۃ میں شمولیت پر خیر مقدم کیا۔

دعاء مغفرت

جمعیۃ علماء اسلام ملیس ڈویژن کے امیر حاجی خادم حسین صاحب کے والد بزرگوار ملک کریم بخش ملتانی گذشتہ دنوں بقضائے الٰہی وفات پا گئے مرحوم کے لئے قارئین سے دعاء مغفرت کی درخواست ہے۔

انتخاب حسین آگاہی ملتان

(۱) امیر ...... حاجی محمد شفیع صاحب
۲. نائب امیر ...... محمد شفیق صاحب
۳. نائب امیر دوئم .... حاجی خیر محمد صاحب
۴. جنرل سیکرٹری ... مولوی غلام حسن صاحب
۵. نائب سیکرٹری .. حافظ محمد ظفر صاحب
۶. پروپیگنڈہ سیکرٹری . شکیل انور صاحب
۷. خزانچی .. حاجی عبدالسلام صاحب
۸. سالار .. محمد اشفاق صاحب

اجلاس میں طے پایا کہ آئندہ ہر انگریزی ماہ کے پہلے جمعہ کو جمعیۃ علماء اسلام حسین آگاہی کا اجلاس ہوا کرے گا۔

انتخاب جھنگ شہر

۱. امیر ... حضرت مولانا عبدالمالک
۲. نائب امیر اول : جناب حاجی عبدالرحیم صاحب
۳. نائب امیر دوئم : حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب
۴. ناظم اعلیٰ : حضرت مولانا سراج دین "
۵. نائب ناظم اول : صوفی محمد انور صاحب
۶. نائب ناظم دوئم : جناب حافظ بشیر احمد "
۷. ناظم نشر و اشاعت : چوہدری عبدالمتین "
۸. خازن : جناب محمد یونس خان صاحب
۹. سالار : کیپٹن فقیر محمد صاحب۔

حسین پروانہ کالونی فیضی روڈ خواجہ کالونی

سرپرست . قاری محمد ادریس صاحب
امیر . چوہدری اصغر صاحب
نائب امیر . حاجی معراج دین۔ ۲۔ چوہدری مہر دین۔
ناظم عمومی . حاجی ہدایت اللہ صاحب
ناظم . حاجی منیر احمد صاحب

۱۹ شہر احمد پور شرقیہ

امیر ۔۔۔ حاجی فیض محمد صاحب
نائب امیر ۔۔۔ راؤ مہربان صاحب
نائب امیر دوم ۔۔۔ مولانا بشیر محمد صاحب
ناظم اعلیٰ ۔۔۔ ڈاکٹر شبیر احمد صاحب
ناظم ۔۔۔ عبدالمجید صاحب
ناظم دوم ۔۔۔ راؤ عبدالرب "
ناظم نشر و اشاعت ۔ حافظ عبدالرشید "
خازن ۔۔۔ منشی عبداللطیف "
سالار ۔۔۔ صوفی اللہ بخش "

۲۰ ۔ تھانہ چنی گوٹھ

امیر ۔۔۔ سید محمود اکبر شاہ صاحب
نائب امیر ۔۔۔ حاجی عبدالقادر صاحب
نائب امیر دوم ۔۔۔ حاجی خدا بخش صاحب
ناظم اعلیٰ ۔۔۔ حاجی غلام نبی
ناظم ۔۔۔ احمد بخش بھٹی
ناظم دوم ۔۔۔ حاجی محبت علی لنگاہ
ناظم نشر و اشاعت ۔ ملک عبدالمجید
خازن ۔۔۔ قاضی نظام الدین
سالار ۔۔۔ بشیر احمد

۲۱ ۔ چنی گوٹھ شہر

امیر ۔۔۔ مولانا منظور الحسن
نائب امیر ۔۔۔ مولانا محمد ابوبکر
نائب امیر دوم ۔۔۔ حاجی محمد امین
ناظم اعلیٰ ۔۔۔ مولانا امیر بخش
ناظم ۔۔۔ محمد یوسف شاکر
ناظم دوم ۔۔۔ حاجی گل محمد
ناظم نشر و اشاعت ۔ منشی غوث بخش
خازن ۔۔۔ علی محمد صاحب
سالار ۔۔۔ منظور احمد

غلام سرور خان
امیر جمعیت علماء اسلام ضلع بہاولپور

لاہور حلقہ نمبر ۱

میرٹ حضرت مولانا شاہ محمد صاحب مہتمم جامعہ قاسمیہ

نائب امیر اول ۔ حضرت حافظ محمد گل صاحب
نائب امیر دوم ۔ حاجی میاں محمد ابراہیم
ناظم عمومی ۔۔ قاری نذیر احمد
نائب ناظم اول ۔ قاری عطاء الرحمٰن
نائب ناظم دوم ۔ محمد رفیق صاحب
ناظم مالیات ۔۔ حاجی محمد حنیف صاحب
ناظم نشر و اشاعت ۔ قاری محمد اجمل "
سالار ۔۔۔ زرین خان صاحب

انتخاب شہر کرخ

۱. سرپرست قاری محمد ابراہیم صاحب
۲. امیر ۔۔۔ قاری عبدالرحمٰن صاحب
۳. نائب امیر ۔۔۔ کریم بخش صاحب
۴. ناظم عمومی ۔ رئیس عبدالغفار افغانی
۵. ناظم ۔۔۔ محمد انور صاحب
۶. ناظم نشریات ۔ شیخ عبدالرحمٰن ؏
۷. خازن ۔۔۔ صوفی عبدالغفور موسیانی

ڈاڈھارو کرخ

۱. امیر ۔۔۔ رئیس محمد ابراہیم صاحب چھٹہ
۲. نائب امیر ۔ رئیس محمد حسین صاحب چھٹہ
۳. ناظم اول ۔ حاجی شفیع محمد " "
۴. ناظم نشریات ۔ ملا حمزہ صاحب "
۵. خازن ۔۔ رئیس محمد عمر صاحب "

انتخاب لاکھارو کرخ

۱. امیر ۔۔ پیر محمد صاحب موسیانی
۲. ناظم ۔ حاجی حبیب اللہ " "
۳. ناظم نشریات ۔ محمد اسلم صاحب موسیانی
۴. خزانچی ۔۔۔ صوفی محمد حمزہ صاحب "

میاں چنوں ضلع ملتان

سرپرست حضرت مولانا محمد یوسف صاحب خطیب مکی مسجد۔
امیر حاجی اللہ رکھا صاحب
نائب امیر حاجی عبدالعزیز صاحب
ناظم عمومی قاری اللہ بخش رحمانی

ناظم رشید احمد صاحب چیل
خازن چوہدری ہمت علی صاحب
سالار چوہدری عبدالرشید صاحب
ناظم نشر و اشاعت ۔ محمد الیاس صاحب

مجلس شوریٰ

حافظ خوشی محمد صاحب، چوہدری غلام محمد صاحب، شیخ غلام رسول صاحب۔ شیخ عبدالسلام صاحب، سید احمد صاحب حمید۔ صوفی محمد انور صاحب۔

کچا کھوہ ضلع ملتان

سرپرست ۔ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب
امیر ۔۔ حاجی محمد انور صاحب
نائب امیر ۔۔ صوفی غلام قادر صاحب
ناظم عمومی ۔۔ قاری شبیر احمد صاحب
ناظم ۔۔ صوفی محمد امین صاحب سیال
خازن ۔۔ حکیم عبدالرحمٰن صاحب کمبوہ
ناظم نشر و اشاعت ۔ حافظ عبدالرشید صاحب
سالار ۔۔ محمد قاسم خان نیازی

مجلس شوریٰ

حکیم محمد یونس صاحب، محمد اکرم خان نیازی حافظ عبدالحمید صاحب۔ دوست محمد خان نیازی میر عبدالکریم صاحب، نور شیرین خان بستری بشیر احمد صاحب۔ عالم خان صاحب۔ منشی محمد صدیق صاحب۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب

تلمبہ ضلع ملتان

امیر ۔۔ مولانا عبداللطیف صاحب
نائب امیر اول ۔ ملک عبدالمجید صاحب
نائب امیر دوم ۔ حاجی عبدالستار صاحب
ناظم عمومی ۔۔ چوہدری عبدالستار صاحب
نائب ناظم ۔۔ حکیم دلمیر صاحب
ناظم ۔۔ ڈاکٹر عبدالوحید صاحب
ناظم نشر و اشاعت محمد رشید صاحب رحمانی
خازن ۔۔ صوفی فتح محمد صاحب
سالار ۔ صوفی محمد یوسف انصاری

مجلس شوریٰ

مولانا محمد حنیف صاحب حاجی، حاجی غلام رسول صاحب۔ صوفی غلام رسول صاحب، چوہدری

محمد اقبال صاحب، چوہدری محمد عبداللہ راجپوت عبدالرشید صاحب ارائیں۔ محمد شریف صاحب قریشی

چک نمبر ۶۷/۱۵ ایل حلقہ میاں چنوں

امیر۔ مولانا محمد ایوب صاحب
نائب امیر۔ ملک محمد بخش صاحب
ناظم عمومی۔ خان فلک شیر خان
ناظم ۔۔۔ حکیم احمد علی صاحب
خازن ۔۔۔ محمد اختر صاحب
سالار ۔۔۔ حافظ منظور احمد صاحب

ضلعی نمائندے

مولانا محمد ایوب صاحب۔
خان فلک شیر خان صاحب

چک نمبر ۱۵۷/۱۵ ایل میاں چنوں

امیر۔۔۔ حضرت مولانا محمد صدیق صاحب
نائب امیر۔ صوفی اسد علی صاحب
ناظم عمومی ۔۔۔ مولوی فلک شیر ״
ناظم ۔۔۔ محمد سلیم صاحب
سالار ۔۔۔ اختر علی صاحب

ضلعی نمائندے۔

مولانا محمد صدیق صاحب۔ مولوی فلک شیر صاحب۔ اختر علی صاحب۔

چک نمبر ۹۶/۱۵ ایل میاں چنوں حلقہ الف

امیر۔ چوہدری عنایت علی۔ نائب امیر۔ چوہدری عبدالخالق صاحب۔ ناظم عمومی سید عبدالشاکر صاحب ناظم۔ حبیب خان صاحب۔ خازن محمد جمیل خان صاحب۔ سالار۔ چوہدری محمد شفیع صاحب

ضلعی نمائندے

عبدالشاکر شاہ صاحب، چوہدری ۔۔ عنایت علی صاحب۔

چک نمبر ۶۵/۱۵ ایل حلقہ میاں چنوں

امیر۔۔۔ حافظ محمد علی صاحب
نائب امیر۔ ملک اللہ بخش صاحب
ناظم عمومی۔۔ حافظ محمد حنیف صاحب
ناظم ۔۔۔ محمد اختر صاحب
خازن ۔۔۔ مولانا عبدالحق صاحب
ناظم نشر و اشاعت۔ صوفی عبدالوہاب ״
سالار۔ حافظ محمد رفیق صاحب

ضلعی نمائندے

حافظ محمد حنیف صاحب۔ حافظ محمد اختر صاحب۔ مولانا عبدالحق صاحب، حافظ عبدالحق صاحب

چک نمبر ۶۶/۱۵ ایل حلقہ میاں چنوں

امیر۔۔۔ قاری محمد رفیق صاحب
نائب امیر۔۔ غلام فرید صاحب
ناظم عمومی۔۔ قاری عبدالمالک صاحب
ناظم ۔۔۔ ظہور احمد صاحب
خازن ۔۔۔ ملک بشیر احمد صاحب
سالار ۔۔۔ حافظ مشتاق احمد صاحب

ضلعی نمائندے

الحاج عبدالشکور صاحب۔
مولانا محمد ادریس صاحب

چک نمبر ۱۲۸/۱۵ ایل حلقہ میاں چنوں

امیر۔۔۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب
نائب امیر۔۔۔ چوہدری محمد حنیف صاحب
ناظم عمومی۔۔۔ حافظ محمد سلیمان صاحب
ناظم ۔۔۔ محمد جمیل صاحب عرف حوالدار
خازن ۔۔۔ حاجی محمد شریف صاحب
سالار۔۔۔ محمد رفیع صاحب
ناظم نشر و اشاعت۔ بدرالدین صاحب

مجلس شوریٰ

مولوی بشیر احمد صاحب۔ چوہدری محمد اسلم صاحب۔ قاری عصمت اللہ صاحب۔ حاجی محمد علی صاحب۔ محمد اختر صاحب۔ مولوی محمد انیس صاحب۔ حافظ محمد حنیف صاحب۔ شان الٰہی صاحب۔ علی حسن صاحب۔ ڈاکٹر محمد سعید صاحب۔۔ محمد یوسف صاحب۔ علی نواز صاحب۔ حاجی لیاقت علی صاحب۔ امیر حسن صاحب۔ حاجی محمد شریف عرف مستا)۔

چک نمبر ۷۸/۱۵ ایل حلقہ میاں چنوں

امیر۔۔۔۔ مولانا محمد رمضان صاحب
نائب امیر۔ عبداللطیف صاحب
ناظم عمومی۔۔۔ مہر دین صاحب
ناظم ۔۔۔۔ اللہ دین صاحب
خازن ۔۔۔۔ جمال دین صاحب
سالار ۔۔۔۔ شرف علی صاحب

ضلعی نمائندے

مہر دین صاحب، مولوی محمد رمضان صاحب۔ جمال الدین صاحب۔

چک نمبر ۷/۸ اے آر حلقہ میاں چنوں

امیر۔۔ حافظ عطاء اللہ صاحب
ناظم عمومی۔ فقیر محمد صاحب
خازن لال دین صاحب
سالار حافظ عبدالرحمٰن صاحب

ضلعی نمائندے

فقیر محمد صاحب۔ حافظ عبدالرحمٰن صاحب حافظ عطاء اللہ صاحب۔

چک نمبر ۶/۸ اے آر۔ حلقہ میاں چنوں

امیر۔۔ منشی محمد اشرف صاحب
نائب امیر۔۔ حاجی خوشی محمد صاحب
ناظم عمومی۔ مولانا محمد اسحاق صاحب
خازن۔۔۔ حافظ محمد طاہر صاحب
سالار۔۔۔ حافظ محمد صادق صاحب
ناظم نشر و اشاعت۔ حافظ محمد رفیق صاحب

ضلعی نمائندے

مولانا محمد اسحاق صاحب، محمد اشرف صاحب حافظ محمد طاہر صاحب، حافظ محمد رفیق صاحب حافظ محمد صادق صاحب۔ حاجی خوشی محمد صاحب

انتخاب جمعیت علماء اسلام چک نمبر ۸۷/۱۵ ایل حلقہ میاں چنوں

امیر۔ ۔ ۔ حافظ بشیر احمد صاحب

نائب امیر۔ ۔ شعبان خان صاحب

ناظم عمومی۔ ۔ ۔ مولانا محمد اکرم صاحب

ناظم۔ ۔ ۔ ۔ نور محمد صاحب

خازن۔ ۔ ۔ ۔ قمر زمان صاحب

ضلعی نمائندے

مولانا محمد اکرم، حافظ بشیر احمد صاحب

چک نمبر 19/D.B.R حلقہ میاں چنوں

امیر۔ ۔ ۔ صوفی غلام محمد صاحب

نائب امیر۔ ۔ مولانا مختار الطیف صاحب

ناظم عمومی۔ ۔ عبدالعزیز خاں صاحب

ناظم۔ ۔ ۔ غلام نبی صاحب

خازن۔ ۔ ۔ ۔ محمد علیم صاحب

ناظم نشر و اشاعت۔ عبدالرحمٰن صاحب

سالار۔ ۔ ۔ غلام رسول صاحب بکبو

ضلعی نمائندے

مولانا مختار الطیف صاحب، صوفی ۔ ۔
غلام محمد صاحب۔ عبدالعزیز خاں صاحب

چک نمبر 11/10 ۔ 14 حلقہ میاں چنوں

امیر۔ ۔ ۔ حاجی خوشی محمد صاحب

نائب امیر۔ حاجی غلام رسول صاحب

ناظم عمومی۔ چوہدری غلام رسول صاحب

ناظم۔ ۔ ۔ میاں شہوار صاحب

سالار۔ ۔ ۔ محمد اقبال صاحب

ضلعی نمائندے

حاجی غلام رسول صاحب۔
چوہدری غلام رسول صاحب

۶۔ حلقہ رام پور حصہ دوم

امیر جمعیت علماء اسلام، محمد بخش صاحب

نائب امیر " " ملک رحیم صاحب ولد الٰہی بخش۔

ناظم اعلیٰ۔ ۔ ۔ ملک کرم الٰہی صاحب

نائب ناظم۔ رحیم بخش ولد اللہ دتا

خزانچی ملک نواب صاحب

۷۔ حلقہ بستی الوجہ کوٹ رتہ

امیر جمعیت علماء اسلام حاجی فضل دین

نائب امیر " " " مولوی محمد حسن صاحب

ناظم اعلیٰ ۔ ۔ ۔ قاری حفیظ اللہ "

نائب ناظم ۔ ۔ ۔ مولوی ممتاز الحسن "

خزانچی ۔ ۔ ۔ عبدالرزاق صاحب

۸ حلقہ کوٹ رتہ حصہ دوم

امیر جمعیت علماء اسلام حاجی فضل دین

نائب امیر " " " عطاء محمد صاحب

ناظم اعلیٰ " " عبدالستار صاحب

نائب ناظم " " محمد یامین صاحب

خزانچی " " سردار علی "

۹۔ حلقہ دولت داہی۔

امیر جمعیت علماء اسلام مولانا حافظ۔ ۔ عبدالمالک صاحب۔

نائب امیر۔ مولوی کرم علی صاحب

ناظم اعلیٰ۔ مولانا مشتاق احمد "

نائب ناظم۔ ۔ صوفی عبدالخالق "

خزانچی۔ ۔ ۔ صوفی گل محمد "

مندرجہ بالا انتخاب مولانا منظور الحق۔ مولانا عبداللطیف اور ڈاکٹر قمر الدین قریشی کی نگرانی میں ہوئے ہیں۔

کھٹی نصرتی سے جمعیۃ میں شمولیت کرنے والے حضرات

میراجن شاہ۔ صورت گل۔ دولت خان بنی محمد۔ اصل خان۔ گلاجن شاہ۔ میر قلم خان دلاور خان۔ میر صاحب خان۔ عبدالرحیم محمد اقبال۔ میر داد خان۔ حجت خان۔ آزاد خان ان سب حضرات نے اپنے اپنے قبیلوں سمیت جمعیت علماء اسلام میں شمولیت اختیار کی ہے اور حضرات درخواستی اور مفتی محمود پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا ہے۔

انتخابات تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان

۱ چک نمبر 148/پی

صدر۔ ۔ ۔ مولانا محمد عیسیٰ صاحب

نائب صدر (۱) چوہدری محمد شفیع "

نائب صدر (۲) حاجی احمد دین "

ناظم اعلیٰ۔ چوہدری محمد انور "

ناظم۔ چوہدری محمد اسلم صاحب ولد عبدالعزیز صاحب۔

خزانچی۔ چوہدری محمد اسلم صاحب ولد نور محمد صاحب۔

سالار۔ ۔ رانا محمد اکبر صاحب راہی

۲۔ چک نمبر 151/پی

صدر۔ ۔ چوہدری اکبر علی صاحب نمبردار

ناظم اعلیٰ۔ ۔ سید علی حسین شاہ صاحب

خزانچی۔ ۔ مولوی اللہ رکھا صاحب

چک نمبر 128/پی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

سالار۔ مولوی برکت اللہ صاحب

۳۔ کوٹ پٹھان

صدر۔ ۔ ۔ مولانا محمد یوسف صاحب

نائب صدر نمبر ۱۔ مولوی امیر بخش سولنگی

نائب صدر نمبر ۲۔ حافظ اللہ دایا صاحب

ناظم اعلیٰ۔ ۔ نور حسن صاحب سولنگی

خزانچی۔ ۔ ۔ محمد حق نواز خان صاحب

سالار۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لعل خان

۴۔ بستی لکھن تحصیل صادق آباد

صدر۔ مولانا خلیل الرحمٰن صاحب

نائب صدر نمبر ۱۔ حاجی غلام رسول خان

نائب صدر نمبر ۲۔ حاجی عبدالستار صاحب

ناظم اعلیٰ۔ ۔ حاجی لعل خان صاحب

ناظم۔ ۔ ۔ ۔ محمد احمد صاحب

خزانچی۔ ۔ ۔ حاجی عبدالرحمٰن صاحب

ناظم نشر و اشاعت۔ قاری نذیر احمد "

خازن ۔ سیٹھ عبد الرحیم صاحب

تحصیل شجاع آباد

امیر ۔ ملک صوفی اللہ وسایا صاحب
نائب امیر ۔ مولوی غلام یٰسین صاحب
ناظم اعلیٰ ۔ ملک نور الحسن صاحب
ناظم نشر و اشاعت ۔ مولوی نور محمد صاحب
خازن ۔ ملک محمود الحسن صاحب

ضلع بہاول پور میں مندرجہ ذیل مقامات پر جمعیت کے انتخابات مکمل ہو چکے ہیں

۱۔ تھانہ یزمان

امیر ۔۔ مولانا گل محمد صاحب
نائب امیر ۔۔ چوہدری شہید احمد
ناظم اعلیٰ ۔۔ چوہدری شوکت علی
ناظم نشر و اشاعت ۔ چوہدری محمد سرور
خازن ۔۔ محمد شفیع ۔

۲۔ منڈی حاصل پور

امیر ۔۔۔ ملک محمد اشرف
نائب امیر ۔۔ غلام محمد بھٹی
نائب امیر دوم ۔۔ ملک محمد یوسف
ناظم اعلیٰ ۔۔ صوفی محمد انور
ناظم ۔۔۔ صوفی تاج محمد
خازن ۔۔۔ صوفی محمد یوسف

۳۔ منڈی یزمان ۔

امیر ۔۔۔ حاجی عبد الحق ۔
نائب امیر ۔۔ ڈاکٹر محمد اختر
ناظم اعلیٰ ۔۔ ڈاکٹر محمد یوسف
ناظم ۔۔۔ شیخ کریم بخش
خازن ۔۔۔ عبد الرشید

۴۔ تھانہ مسافر خانہ

امیر ۔۔۔ صوفی بشیر احمد
نائب امیر ۔۔۔ میاں فلک شیر
نائب امیر دوم ۔۔ مولوی عبد الستار
ناظم اعلیٰ ۔۔۔ چوہدری رحمت علی
ناظم نشر و اشاعت ۔ عبد الستار گل
خازن ۔۔۔ چوہدری محمد لطیف

۵۔ سمہ سٹہ

امیر ۔۔۔۔ حاجی شیر محمد
نائب امیر ۔۔۔ حاجی رحیم بخش
ناظم اعلیٰ ۔۔۔ حاجی شیر محمد
ناظم ۔۔۔ حافظ محمد دین
ناظم نشر و اشاعت ۔۔ اللہ بچایا
خازن ۔۔۔ نور احمد

۶۔ قائم پور

امیر ۔۔۔ حاجی عبد الرحمٰن
نائب امیر ۔۔ صوفی محمد صدیق
نائب امیر دوم ۔ جناب عبد اللطیف
ناظم اعلیٰ ۔۔۔ فلک شیر
ناظم ۔۔۔ حافظ مقصود احمد
ناظم نشر و اشاعت ۔ نثار احمد
خازن ۔۔۔ حافظ محمد حسین
سالار ۔۔۔ محمد یونس

۷۔ حاصل پور

امیر ۔۔۔ شیخ محمد رمضان
نائب امیر ۔۔ چوہدری فقیر محمد
نائب امیر دوم ۔۔ چوہدری مختار احمد
ناظم اعلیٰ ۔۔ راؤ عطا محمد
ناظم ۔۔۔ اعجاز احمد
ناظم نشر و اشاعت ۔ نذیر احمد
خازن ۔۔۔ حافظ ملک مولا
سالار ۔۔۔ حافظ عبد الحفیظ

۸۔ اوچ شریف

امیر ۔۔۔ محمد اسمٰعیل قاسمی
نائب امیر ۔۔ محمد بخش مورا
نائب امیر دوم ۔۔ ملک فضل الٰہی
ناظم اعلیٰ ۔۔ عبد الرشید عباسی
ناظم ۔۔۔ عبد الخالق ارشد
ناظم دفتر ۔۔ نذیر احمد
ناظم نشر و اشاعت ۔ حاجی محمد یوسف
سالار ۔۔ محمد صدیق صاحب
خازن ۔۔ حاجی غلام عباس

۹ حیدر پور، اوچ شریف

امیر ۔۔۔ مولانا عبد الکریم
نائب امیر ۔۔۔ عبد الخالق
ناظم اعلیٰ ۔۔۔ اختیار احمد
ناظم ۔۔۔ ملک اللہ وسایا
ناظم نشر و اشاعت ۔ محمد رفیق
خازن ۔۔۔ عبد العزیز

۱۰۔ چک ڈاڈو بخ ۔

امیر ۔۔۔ مولوی احمد بخش
نائب امیر ۔۔۔ رسول بخش
ناظم اعلیٰ ۔۔ حافظ بشیر احمد
خازن ۔۔۔ حاجی کریم بخش

۱۱ بیتی چانگ

امیر ۔۔۔ مولوی محمد دین
نائب امیر ۔۔ حاجی عبد الحکیم
نائب امیر دوم ۔۔ [illegible]
ناظم اعلیٰ ۔۔۔ ملک محمد عثمان
ناظم ۔۔۔ حافظ غلام فرید
خازن ۔۔۔ ملک غوث بخش

۱۲ موضع رمضان گھکو

امیر ۔۔۔ حافظ محمد عاشق
نائب امیر ۔۔۔ فقیر محمد
ناظم اعلیٰ ۔۔۔ محمد اجمل
ناظم ۔۔۔ محمد رمضان

۱۳ موضع دُدھ نور

امیر ۔۔ ڈاکٹر ظفر اللہ خان
نائب امیر ۔۔ محمد افضل
ناظم اعلیٰ ۔۔ منشی کریم بخش
خازن ۔۔۔ علی اکبر

سالار :۔ قاری محمد صادق صاحب

۵۔ بستی ڈڈی تحصیل صادق آباد

صدر ۔ ۔ مولوی محمد یوسف صاحب
نائب صدر۔ چوہدری احمد دین صاحب
ناظم اعلیٰ۔ چوہدری محمد یوسف صاحب
خزانچی ۔ ۔ حاجی نور محمد صاحب
سالار ۔ ۔ ۔ محمد کوثر صاحب

۶۔ کوٹ سنجر خان تحصیل صادق آباد

صدر :۔ سردار محمد علی خان صاحب عباسی
نائب صدر ۔ مولانا حافظ عبد المجید صاحب
ناظم اعلیٰ ۔ سردار محمد اسماعیل خان صاحب
خزانچی ۔ ۔ ۔ مولوی عبد الحمید صاحب
سالار ۔ ۔ ۔ حافظ کرم دین صاحب

۷۔ بستی مولانا عیسےٰ صاحب موسانی تحصیل صادق آباد

صدر ۔ ۔ ۔ مولانا محمد عیسیٰ صاحب
نائب صدر ۔ ۔ ۔ بھگن خان
ناظم اعلیٰ ۔ ۔ ۔ مولوی عبد الشکور خان
خزانچی ۔ ۔ ۔ مولوی عبد الغفور خان
سالار ۔ ۔ ۔ احمد الدین خان

۸۔ گڑھی خیر لدھ جھک تحصیل صادق آباد

سرپرست ۔ ۔ ۔ جام غلام قادر صاحب
صدر ۔ ۔ ۔ حافظ غلام احمد صاحب
نائب صدر (۱) مولوی عطاء اللہ "
نائب صدر (۲) ۔ ۔ امان اللہ خان "
ناظم اعلیٰ ۔ ۔ جام بشیر احمد صاحب
ناظم ۔ ۔ حاجی قادر بخش صاحب اعوان
خزانچی ۔ ۔ جام نادر حسین صاحب
سالار ۔ ۔ جام عبد القادر "

۹۔ مدرسہ عربیہ بحر العلوم توحید آباد تحصیل صادق آباد

سرپرست :۔ مولانا اللہ ودایا صاحب
صدر :۔ مولانا نصر اللہ صاحب
نائب صدر :۔ مولانا محمد عثمان صاحب
ناظم اعلیٰ :۔ ماسٹر جان محمد صاحب
خزانچی :۔ عبد الہادی صاحب دکاندار
سالار :۔ حاجی کریم بخش صاحب

۱۰۔ چک ۱۵۶/پی تحصیل صادق آباد

صدر :۔ مولانا محمد الیاس صاحب خطیب جامعہ مسجد
ناظم اعلیٰ :۔ اعجاز انور صاحب ۔ ۔
خزانچی :۔ حاجی عظمت علی صاحب
سالار ۔ ۔ ۔ ریاض انور صاحب

۱۱۔ چک ۱۲۳/پی تحصیل رحیم یار خان

سرپرست :۔ چوہدری رحمت اللہ صاحب
صدر :۔ مولانا عبد الحمید صاحب رحمانی خطیب
نائب صدر (۱) چوہدری فتح دین صاحب
نائب صدر (۲) حاجی محمد مراد صاحب حقانی
ناظم اعلیٰ :۔ چوہدری محمد اسلم صاحب
ناظم (۱) :۔ ۔ ۔ لعل خان پتانی
ناظم (۲) ۔ ۔ ۔ درگاہی خان پتانی
خازن :۔ سیٹھ عبد الستار صاحب
سالار :۔ عبد السلام خان عرف بہرام خان
نائب سالار :۔ علی گوہر خان

بزم اسلاف کا قیام

کھروڑ پکا۔ بزم اسلاف کے اراکین کا ایک اہم اجلاس زیر صدارت حافظ عبد الرشید صاحب بریار منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل عہدہ داران کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

صدر۔ حافظ عبد الرشید بریار ۔ ۔ ۔
نائب صدر :۔ حافظ بشیر احمد صاحب
ناظم اعلیٰ :۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع
نائب ناظم :۔ ۔ ۔ مولانا ظفر اقبال صاحب
خازن :۔ حاجی اشتیاق علی قریشی

انتخاب حلقہ خوستی ضلع ژوب

کوئٹہ ڈویژن الیکشن کمیٹی کے سربراہ محمد خوستی کے کہنے کے مطابق حلقہ خوستی کا ایک انتخابی اجلاس مقامی دفتر شیخ آباد میں ہوا جس کی صدارت ملا جمال الدین صاحب نے کی حلقہ خوستی کے لئے مندرجہ ذیل عہدیداران متفقہ طور پر منتخب ہوئے۔

امیر :۔ ۔ ۔ ملا زین الدین صاحب
نائب امیر ۔ حاجی خدائے رحمت صاحب
ناظم عمومی ۔ سخی داد بے نوا خوستی
ناظم ۔ ۔ ۔ ملا جمال الدین صاحب
ناظم نشریات ۔ مولوی بدر الدین "
خازن :۔ ۔ ۔ ملا حبیب اللہ صاحب

انتخاب کے فوراً ہی بعد نو منتخب امیر نے مختلف گاؤں سے مجلس شوریٰ کے لئے مندرجہ ذیل حضرات نامزد کیے۔

عمر زئی سے :۔ ملا صدر الدین، ملا عبد الغفار، شربت خان، نعمت خان، عصمت اللہ خان، کمال خان، داد علی، شیر محمد الوزئی، و دانا جمعہ خان کاریزئی، باران خان یار محمد داد شاہ۔

معروف زئی سے :۔ حاجی شیخ محمد ملا فضل الدین، حاجی خدائیداد، زین خان حاجی قادر خان۔

لہرنی سے :۔ ملا عبد الغفور، اسماعیل سراج الدین، بازخان، پائی محمد شیخ بختوت

چک ۸۱/۱۵ ایل حلقہ میاں چنوں

امیر ۔ ۔ ۔ مولانا محمد ادریس صاحب
نائب امیر ۔ صوفی غلام محمد "
ناظم عمومی ۔ ۔ حاجی صدر الدین صاحب
ناظم ۔ ۔ ۔ لکھو یرا صاحب
خازن ۔ ۔ ۔ محمد حنیف صاحب
سالار ۔ ۔ ۔ خدا بخش صاحب

ضلعی نمائندے

الحاج عبد الشکور مولانا محمد ادریس

صوبہ پنجاب کا تربیتی اجتماع ۶-۷-۸ جون کو مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ میں منعقد ہوگا

ظہیر میر

سندھ کے تعلیمی اداروں کے مسائل حل کئے جائیں

ڈاکٹر نذیر احمد بنھوار

جمعیتہ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کے زیر اہتمام صوبائی تربیتی اجتماع مورخہ ۶، ۷، ۸ جون بروز بدھ، جمعرات، جمعہ کو مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ میں روائتی انداز میں منعقد ہوگا۔ دریں اثنا جمعیتہ طلباء اسلام پنجاب کے صدر ظہیر میر نے صوبہ پنجاب کی تمام اضلاع کے صدور کو ہدایت کی ہے کہ وہ تربیتی اجتماع کو کامیاب بنانے کے لئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت کریں۔

اکوڑہ خٹک

عالمِ اسلام کے ممتاز سکالر اور موتمر عالم اسلامی کے نائب صدر مولانا ابوالحسن علی ندوی نے جمعیتہ طلباء اسلام کے نائب صدر سید نصیب علی شاہ کے نام ایک خط میں کہا ہے کہ یونیورسٹیوں کالجوں میں مسلم نوجوانوں کی جدوجہد سے طلبہ میں جو فضا پیدا ہوئی ہے اور جو خوشگوار انقلاب آیا ہے وہ ہر مسلمان کے لئے باعث مسرت ہے اور جمعیتہ کے کارکنوں کے تعمیری اور علمی کردار پر مبارک باد پیش کی انہوں نے مزید کہا کہ میں جمعیتہ طلباء اسلام کے مقاصد اور عزائم سے بڑی امید رکھتا ہوں۔

سندھ کے تعلیمی اداروں کے مسائل حل کئے جائیں

جمعیتہ طلباء اسلام صوبہ سندھ کے صدر نذیر احمد بنھوار نے ایک بیان میں سندھ کے تعلیمی اداروں میں اسٹاف، سامان، ہاسٹل اور فرنیچر وغیرہ کی کمی پر سخت افسوس کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے پرزور مطالبہ کیا ہے کہ اس کمی کو فوراً پورا کیا جائے تاکہ طلباء کے گرتے ہوئے تعلیمی معیار کو بہتر بنایا جائے۔

ڈسکہ

جمعیتہ طلباء اسلام ڈسکہ کا ہفتہ وار اجلاس مقامی صدر مسعود آصف بھٹی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں گورنمنٹ ہائی سکول ڈسکہ میں یونٹ قائم کیا گیا

صدر۔ عبدالجبار نائب صدر محمد نعیم شاہد جنرل سیکرٹری محمد فاروق جائنٹ سیکرٹری عطاء المعنم۔

لاہور

جمعیتہ طلباء اسلام حلقہ رسول پارک کا ایک اجلاس زیر صدارت حافظ محمد احسان الحق منعقد ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل عہدہ داروں کا انتخاب عمل میں لایا گیا

سرپرست۔ حافظ محمد احسان الحق

صدر۔ نور عالم برمی۔ نائب صدر نور الحق۔ جنرل سیکرٹری غلام صدیق فاروقی سیکرٹری نشر و اشاعت محمد عثمان۔

مالیات محمد منور ظریف۔

شمولیت ہارون آباد

جمعیتہ طلباء اسلام ہارون آباد کا ایک اجلاس مقامی صدر عاشق حسین خانی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس کے مہمان خصوصی صوبائی نائب صدر ملک خلیل احمد اعوان تھے۔ ملک صاحب نے خطاب کرتے ہوئے جمعیتہ طلباء اسلام کے پروگرام پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اجلاس میں۔ گورنمنٹ رضویہ اسلامیہ کالج ہارون آباد کے طلباء نے ۔F. S. P سے علیحدگی اختیار کر کے جمعیتہ میں شمولیت کا اعلان کر دیا۔ شمولیت کرنے والوں کے نام یہ ہیں۔

محمد اختر خان۔ غلام شیر طارق۔ جاوید اختر، عبدالمجید۔ عبدالغفار بٹ۔ افتخار احمد، نثار احمد۔ سعید اختر شاہد۔ سید ریاض حسین۔ مقصود احمد جمعیتہ طلباء اسلام کے تمام کارکنوں نے ان کی شمولیت کا خیر مقدم کیا۔

جہلم

جمعیتہ طلباء اسلام ضلع جہلم کے کارکنوں کا اجلاس ضلعی نائب صدر محمد اشفاق کی صدارت میں ہوا۔ اجلاس میں انٹر کالج جہلم میں طلباء کے ساتھ پرنسپل عبدالسلام قریشی کے غیر مناسب سلوک کی شدید مذمت کی اجلاس میں مطالبہ کیا گیا۔ کہ گرفتار شدہ طلباء کو رہا کیا جائے۔ طلباء پر قائم کئے گئے تمام مقدمات واپس لئے جائیں اور خارج شدہ طلباء کو بحال کیا جائے۔ اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ کالج یونین کے تمام مطالبات تسلیم کئے جائیں۔

جمعیۃ طلبائے اسلام پاکستان صوبہ پنجاب کے زیر اہتمام

ماہانہ سہ روزہ

تربیتی اجتماع

بمقام
مدرسہ نصرت العلوم
گوجرانوالہ

بتاریخ
۶-۷-۸- جون ۷۹ء
بروز
بدھ۔ جمعرات۔ جمعہ

تفصیلات

۶- جون بروز بدھ

پہلی نشست ظہر تا عصر

ہدایات و تعارف

جمعیۃ طلبائے اسلام کی ۱۰ سالہ جدوجہد پر ایک نظر
میاں محمد عارف

دوسری نشست بعد از نماز عشا

اسلام کا اقتصادی نظام از پروفیسر سید متین ہاشمی

عظمت صحابہ کرامؓ از سعید الرحمٰن علوی

۷- جون بروز جمعرات صبح درس قرآن پاک

تیسری نشست ۸ تا ۱۱ بجے دوپہر

تحریک آزادی اور علمائے حق از قاری نور الحق قریشی

جہاد کی اہمیت از مولانا سرفراز خان صاحب

چوتھی نشست ظہر تا عصر

مجلس مذاکرہ۔ تحریک ریشمی رومال

زیر صدارت : مولانا محمد اجمل

پانچویں نشست بعد از نماز عشاء

ولی اللہی تحریک مستقبل کے آئینے میں
از مولانا زاھد الراشدی

تنظیم کی اہمیت از اکرام القادری

۸- جون بروز جمعۃ المبارک

چھٹی نشست

درس قرآن پاک ۸ تا ۱۱ بجے دوپہر

برصغیر کے الحادی فتنے
از مولانا زاھد الراشدی